Reg: PCPB/458-S
NPR-295

صوت النجف

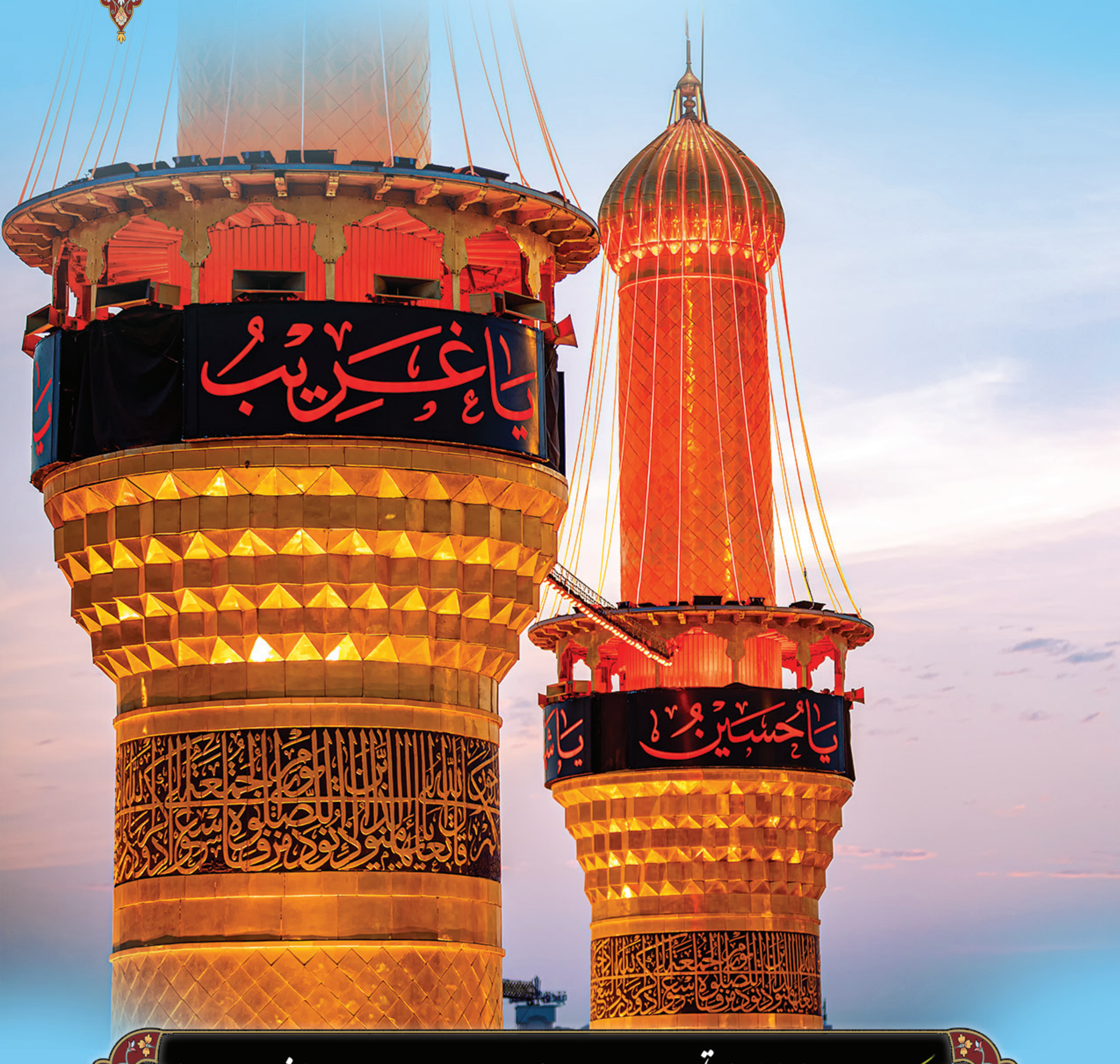

از مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

ماہنامہ علمی سماجی ماہِ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ شمارہ 73

بانی

سماحۃ آیۃ اللہ العظمیٰ المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ

جناب نصیر الدین

نائب مدیر اعلیٰ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ علی النجفی

انتظامی مدیر

مولانا قیصر عباس

معاونین:

مولانا سید محمد علی ہمدانی

مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

مولانا محمد تقی ہاشمی

فوٹو گرافر

سید محمد حسین

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00923125197082

اپنی تجاویز دینے کے لئے ہمیں ای میل کریں۔

Email:m.urdu@alnajafy.com

009647807363942

صوت النجف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

3 امام حسین علیہ السلام کے قیام کا مقصد

6 جن گناہوں سے انسان غافل رہتا ہے۔ حصہ دوم

8 مرجعیتِ دینی اور تحفظِ حسینیت (۲)

12 کربلا کے پیغام

15 تربت حسینی

18 زیارت اربعین کی اہمیت

20 مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

امام حسین علیہ السلام کے قیام کا مقصد

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

محرم الحرام کے دن ہمیں اس پُر درد واقعہ اور سب سے بڑی مصیبت اور آفت کی یاد دلاتے ہیں کہ جس کا اثر پوری کائنات پر یکساں ہوا ہے ، کہ جس نے دودھ پیتے بچے کا سر بھی سفید کر دیا ، کہ جس کے رونما ہونے کے بعد دنیا میں ہر آنے والی بڑی سے بڑی مصیبت و آفت بھی معمولی نظر آتی ہے کیونکہ کوئی مصیبت بھی سانحہ کربلا کے برابر نہیں ہو سکتی ۔

اس مصیبت نے روتی آنکھوں کو زخموں میں تبدیل کر دیا ، اس سانحہ کو تاریخ نے تو صدیوں پہلے ہونے والے واقعاتِ کربلا میں لکھا ہے لیکن اس کا درد و اثر قیامت تک باقی رہے گا ، اس مصیبت پر بارشوں کی طرح آنسو بہتے ہیں ، اس مصیبت کے سبب روشن دن میں سورج کو گرہن لگ گیا اور ایسا کیوں نہ ہو اس سانحہ نے اللہ کے رسول ﷺ کو ہمیشہ کے لئے حزین اور ماتم زدہ کر دیا ، اس کی وجہ سے اللہ کی کتاب تنہا رہ گئی ، یہ مصیبت ہمارے مظلوم امام حسین علیہ السلام ، ان کی اولاد و اصحاب اور ان کے گھرانے پر اس طرح ٹوٹی کہ اس کا اثر بلند و بالا آسمان تک پہنچ گیا ، زمین و آسمان اس مصیبت پر خون کے آنسو رونے لگے ، حیوانات اور مچھلیوں نے نوحہ خوانی اور گریہ و زاری شروع کر دی ، سات آسمانوں پر ملائکہ نے ماتم کیا ، دریاؤں اور سمندروں نے فرشِ عزا بچھا لیا ، فلک کی گردش رک گئی ، اور ایسا کیوں نہ ہو اللہ کے رسول ﷺ کا جگر گوشہ کربلا کی تپتی ریت پر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، منافقوں اور باغیوں کی تلواروں نے اس کے اعضا کو بکھیر دیا اور رسول زادیوں کو قید اور پابندِ رسن کر دیا ۔

اے واقعہ کربلا تو نے خاندانِ رسالت پر قتل و غارت گری کی آگ گرم کر دی ، رسول ﷺ کی بیٹیوں کو قید اور رسیوں میں پابند کر دیا اور رسول ﷺ کی وراثت کو لوٹ مار کا مال بنا دیا ، پس وہ کونسا جگر ہے جس اس مصیبت کی وجہ سے پارہ پارہ نہ ہو ؟ وہ کون سا دجو غم و الم سے نہ پھٹے ؟ وہ کونسا سینہ ہے کہ جس میں درد کی ٹیسیں نہ اٹھیں ؟ وہ کونسا انسان ہے جو ٹوٹ کر نہ بکھرے ؟ ہائے یہ روزِ کربلا ہے ، کرب اور بلا کا روز۔

اے میرے مظلوم آقا حسین علیہ السلام خدا ان آنکھوں کو اندھا کر دے جو تیرے غم میں نہ روئیں ۔ اے میرے مظلوم آقا ، اے وہ کہ جس کو تن و تنہا ، وطن سے دور ، مسافرت کے عالم میں قتل کر دیا گیا ، نہ کوئی آپ کی مدد کرنے والا رہا ، نہ کوئی آپ کی پکار کو سننے والا ، بس آپؑ کے گرد آپ کے جوان بیٹوں ، بھائیوں اور تھوڑے سے اصحاب کے لاشے بکھرے رہ گئے ، اے میرے مظلوم مولاؑ آپ کے پاک و طاہر لاشے پر آزاد کردہ غلاموں کی اولاد نے گھوڑے دوڑا دیئے ۔

امام حسین علیہ السلام کے قیام کا مقصد

امام حسین علیہ السلام کے مقدس قیام کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور اس فساد و لادینی کی اصلاح کرنا تھا جس کو گمراہ اور جابر حکمرانوں نے مسلمانوں کے درمیان پھیلا رکھا تھا، ان حکمرانوں نے دین میں تحریف اور تبدیلی کے لئے کمر باندھ رکھی تھی ، فساد اور بے راہ روی کو پوری دنیا میں پھیلانے کے درپے ہو چکے تھے ، یہ حکمران بظاہر اور علی الاعلان فسق و فجور ، شراب نوشی ور گھٹیا سے گھٹیا حرکت کا ارتکاب کرتے تھے ۔

جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی وصیت میں فرمایا کہ جو انہوں نے مدینے سے نکلنے سے پہلے لکھی تھی۔

مولاً فرماتے ہیں :

وَ أَنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشِراً وَ لَا بَطِراً وَ لَا مُفْسِداً وَ لَا ظَالِماً وَ إِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْإِصْلَاحِ فِي أُمَّةِ جَدِّي ص أُرِيدُ أَنْ آمُرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ أَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ أَسِيرَ بِسِيرَةِ جَدِّي وَ أَبِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ع فَمَنْ قَبِلَنِي بِقَبُولِ الْحَقِّ فَاللَّهُ أَوْلَى بِالْحَقِّ وَ مَنْ رَدَّ عَلَيَّ هَذَا أَصْبِرُ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ بَيْنِي وَ بَيْنَ الْقَوْمِ بِالْحَقِّ وَ هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

(بحار الأنوار (ط - بيروت)، ج۴۴، ص: ۳۳۰)

یعنی : میں نے نہ تو شر پھیلانے کے لئے خروج کیا ہے اور نہ ہی میرا خروج فضول و بے مقصد ہے او رنہ میں نے ظلم کرنے کے لئے خروج کیا ہے۔ میں تو اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے نکلا ہوں ، میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا وہں اور اپنے نانا رسول ﷺ اور اپنے بابا علی علیہ السلام کی سیرت پر چلنا چاہتا ہوں۔ پس جس نے مجھے حق سمجھتے ہوئے قبول کیا تو اللہ ہی صاحبِ حق ہے اور جس نے میری اس بات کو ٹھکرا یا تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دے اور خدا ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

یزید ملعون ایسا شخص تھا کہ جو بالکل خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا تھا ، پس جب مدینہ کے والی اور حاکم نے امام علیہ السلام کو بلایا اور ان سے بیعت طلب کی تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّا أَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنُ الرِّسَالَةِ وَ مُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ وَ بِنَا فَتَحَ اللَّهُ وَ بِنَا خَتَمَ اللَّهُ وَ يَزِيدُ رَجُلٌ فَاسِقٌ شَارِبُ الْخَمْرِ قَاتِلُ النَّفْسِ الْمُحَرَّمَةِ مُعْلِنٌ بِالْفِسْقِ وَ مِثْلِي لَا يُبَايِعُ مِثْلَهُ وَ لَكِنْ نُصْبِحُ وَ تُصْبِحُونَ وَ نَنْظُرُ وَ تَنْظُرُونَ أَيُّنَا أَحَقُّ بِالْبَيْعَةِ وَ الْخِلَافَةِ

(بحار الأنوار (ط - بيروت) ؛ ج۴۴ ؛ ص۳۲۵)

یعنی : ہم اہل بیتِ نبوت ہیں ، ہم رسالت کی کانیں ہیں ، ملائکہ کا ہمارے ہاں آنا جانا رہتا ہے ، ہم ہی خدا کی رحمت کے نزول کا مرکز و مقام ہیں ، خدا نے ہم سے (خلقت کی) ابتدا کی اور ہمارے ذریعے ہی (اس دنیا) کا اختتام کرے گا۔ جبکہ یزید فاسق ، شراب خور، بے گناہ انسانوں کا قاتل اور ظاہر بظاہر و اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرنے والا ہے اور مجھ (حسین ابن علیؑ) جیسا اس (یزید) جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم بھی صبح کریں گے اور تم بھی ، ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور تم بھی انتظار کرو (دیکھیں گے) کون بیعت اور خلافت کا زیادہ حقدار ہے۔

ایک مقام پر امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں :

فَلَعَمْرِي مَا الْإِمَامُ إِلَّا الْحَاكِمُ بِالْكِتَابِ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ الدَّائِنُ بِدِينِ الْحَقِّ الْحَابِسُ نَفْسَهُ عَلَى ذَاتِ اللَّهِ وَ السَّلَامُ

(الإرشاد في معرفة حجج الله على العباد ؛ ج۲ ؛ ص۳۹)

یعنی: مجھے اپنی زندگی کی قسم امام فقط وہی ہو سکتا ہے کہ جو اللہ کی کتاب سے فیصلہ کرے ، عدل قائم کرے ، دینِ حق پر عمل کرے اور اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

اہل بصرہ کے نام اپنے خط میں امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں :

إِنِّي أَدْعُوكُمْ إِلَى اللَّهِ وَ إِلَى نَبِيِّهِ فَإِنَّ السُّنَّةَ قَدْ أُمِيتَتْ فَإِنْ تُجِيبُوا دَعْوَتِي وَ تُطِيعُوا أَمْرِي أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ(

بحار الأنوار (ط – بيروت)، ج۴۴، ص: ۳۴۰)

یعنی: میں تم کو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی طرف دیتا ہوں ، بے شک سنت مردہ ہو چکی ہے اور بدعت عام ہو گئی ہے ، پس اگر تم لوگوں نے میری بات قبول کی تو میں تمہیں ہدایت کی طرف رہنمائی کروں گا۔

یہ بات واضح رہے کہ یزید قطعی طور پر ایمان نہیں لایا تھا اور اس کی حالت یہ ہو چکی تھی کہ وہ اعلانیہ طور پر کفر و الحاد اور فسق و فجور کا اظہار کرتا تھا۔ سبط ابن جوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک جب یزید لعین کے دربار میں لایا گیا تو اس نے امام حسین علیہ السلام کے ہونٹوں پر چھڑی ماری اور درج ذیل اشعار پڑھے کہ جن سے اس کی اسلام دشمنی واضح ہوجاتی ہے :

لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاءَ ولا وحي نزل

یعنی: بنی ہاشم نے حکومت (کے حصول کے لئے نبوت) کا کھیل کھیلا تھا ، پس نہ تو کوئی خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

اسی طرح دوسرے اشعار میں یزد ملعون کہت اہے :

لما بدت تلك الحمول و اشرقت
تلك الرؤس علي ربا جيرون
نعب الغراب فقلت قل او لا تقل

فقد اقتضیت من الرسول دیونی

یعنی: جب جیرون کی سرحد پر لدے ہوئے اونٹ اور وہ سر ظاہر ہوئے تو کوے نے کائیں کائیں کیا، پس میں نے کہا تو کہہ یا نہ کہہ میں نے رسول ﷺ سے اپنے بدلے چکا لئے ہیں۔

یزید ملعون کا یہ اشعار پڑھنا واضح طور پر اس کے کفر پر دلالت کرتا ہے، پس وہ کس طرح مسلمانوں کا خلیفہ ہو سکتا ہے؟

لہٰذا سید الشہداء علیہ السلام کا انقلاب و قیام لوگوں کے سامنے یزید ملعون کی حقیقت اور اس کے بناوٹی کھوٹے اور کھوکھلے اسلام کو ظاہر کرنے کے لئے تھا تاکہ اسلام کو تحریف و تغییر، جعل سازی اور تبدیلی سے بچایا جاسکے۔

پس سید الشہداء علیہ السلام کا مقدس انقلاب و قیام دین اور سید المرسلین ﷺ کی شریعت کو باقی رکھنے اور اس کے احیاء کے لئے ضروری اور حتمی تھا۔

عاشورا کے سانحہ نے رسول خدا ﷺ کی رسالت اور امام حسین علیہ السلام کے قیام و انقلاب کے درمیان وحدت اور دونوں کے مقاصد میں اتحاد کو واضح کر دیا۔ رسول اعظم ﷺ نے جاہلیت کے خلاف محاذ کھڑا کیا اور امام حسین علیہ السلام نے دین میں انحراف اور تبدیلی کے خلاف قیام کیا۔

پس جب یہ کہا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ظلم اور طاغوت کی جڑیں کاٹ ڈالیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے شریعتِ اسلام اور دین کے قوانین کو رہتی دنیا تک محو ہونے سے محفوظ کر دیا کہ جو قوانینِ اسلام یزید اور اس کے نمک خواروں کی وجہ سے لرز رہے تھے، یزید ملعون نے اسلام کو مٹانے اور محو کرنے کی اپنے طور پر مکمل کوشش کی تھی۔

پس امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کے صدقے اسلام آج تک باقی ہے، قیامت تک باقی رہے گا اور یہ سب انقلابِ حسینی بدولت اور دلوں پر اہل بیتؑ کی حکومت کی وجہ سے ہے اوریہی وہ بڑی رکاوٹ ہے کہ جو یزید لعین اور اس جیسے ملعونوں کی اسلام کو محو کر دینے کی کوشش کو پورا ہونے سے روکے ہوئے ہے، پس امام حسین علیہ السلام نے اپنی ہر عزیز ترین چیز کو فدا کرکے حق کی نصرت و مدد کی اور اس طرح قربانیوں کی مثال سوائے انبیاء اور رسولوں کے کہیں نہیں ملتی، پس اپنی قربانیوں کے ذریعے امام حسین علیہ السلام آج تک فاتح ہیں اور ہم امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کے صدقے قیامت تک دین اسلام اور شریعت سے متمسک رہیں گے۔

ہم سب پر واجب ہے کہ ہم انقلاب و قیام حسینی اور اس میں موجود تمام معانی و مفاہیم کو سمجھیں اور سب سے پہلے اپنے اندر اور پھر دوسروں میں موجود ظلم، انحراف اور فساد کو ختم کرنے کے لئے قیام حسینی کو مشعل راہ اور نمونہ عمل قرار دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

زیارتِ عاشورہ

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

سوال: کیا زیارتِ عاشورہ کی سند معتبر و صحیح ہے؟

جواب:

مختلف فنی و علمی طریقوں کے تحت زیارتِ عاشور کی سند کا معتبر اور صحیح ہونا ثابت ہے اور میں ہمیشہ اس زیارت کو پڑھتا ہوں اور لوگوں کو ہمیشہ اس کے پڑھنے کی ترغیب و دعوت دیتا ہوں۔

جن گناہوں سے انسان غافل رہتا ہے

(حصہ دوم)

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

گزشتہ قسط میں درج ذیل تین ایسے گناہوں پر گفتگو ہوئی تھی کہ جن سے انسان غافل رہتا ہے:

ا ۔ فرائض کی مکمل ادائیگی کا گمان کرنا ، ۲ ۔ دنیا میں آنے والی آفات اور مشکلات کو دوسروں کے گناہوں کا نتیجہ قرار دینا

۳ ۔ ایک گناہ کے ساتھ دوسرے گناہ کا بھی مرتکب ہو جانا ۔

اور اس قسط میں چوتھے گناہ سے گفتگو شروع ہوگی۔

4 ۔ انسان کا گمان کرنا کہ اس کے گناہ دوسروں پر اثر انداز نہیں ہوتے :

بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے جوگناہ کر رہا ہے وہ گناہ لوگوں پر عذاب و آفات کے نزول کا سبب شمار نہیں ہوتے ۔ لیکن ایسا سوچنا خود ایک گناہ ہے کہ جس سے انسان اکثر غافل ہوتا ہے کیونکہ وہ اس طرح سے ارتکاب کردہ گناہ کو حقیر و معمولی قرار دیتا ہے ۔یہ بات یاد رکھیں ! کہ گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ذاتی طور پر ایک ایسا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں پر عذاب نازل ہوتا ہے ۔ پس کوئی بھی گناہ ہو وہ کائنات میں ہونے والی خرابیوں اور پریشانیوں کا حقیقی سبب ہے حتی کہ ظالم و جابر لوگوں کا مسلمانوں پر تسلط بھی لوگوں کے جرائم کا نتیجہ ہیں ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو جب ابو الحتوف جعفی نے پیشانی پر تیر مارا اور اس کی وجہ سے خون چہرے پر بہنے لگا تو امام علیہ السلام نے فرمایا :

اللھم انک تری ما انا فیہ من عبادک ھولاء العصاۃ اللھم احصھم عددا و اقتلھم بددا ولا تذر علی وجہ الارض منھم احد ولا تغفر لھم أبدا وصاح بصوت عال یا امۃ السوء بئسما خلفتم محمداً (ص) فی عترۃ اما انکم لا تقتلون رجلا بعدی فتھابون قتلہ بل یھون ذلک علیکم عند قتلکم ایای وایم اللہ انی لأرجو أن یکرمنی اللہ بالشھادۃ ثم ینتقم لی منکم من حیث لا تشعرون فقال الحصین و بماذا ینتقم لک منا یابن فاطمۃ ؟ قال یلقی بأسکم بینکم و یسفک دمائکم ثم یصب علیکم العذاب صبا ۔

یعنی : اے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے بندوں میں سے ان سرکشوں کے درمیان ہوں ، اے اللہ ان تمام کو اپنی گرفت میں لے اور ان کو بکھیر کر ہلاک کر دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی روئے زمین پر باقی نہ رہنے دینا اور ان کو کبھی بھی معاف نہ کرنا ۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا : اے بدترین امت تم نے حضرت محمد (ص) کے دنیا سے جانے کے بعد ان کی اولاد سے بہت برا سلوک کیا خدا کی قسم ! میری تو تمنا ہے کہ خدا مجھے شہادت سے مکرم کرے اور پھر اس کے بعد خدا تم سے میرا اس طرح انتقام لے گا کہ تمھیں اس کا علم ہی نہ ہوگا ۔ حصین ملعون نے کہا : اے فاطمہ علیھا السلام کے بیٹے خدا ہم سے تمہارا انتقام کس طرح لے گا ؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا : خدا تم پر بدترین شخص کو مسلط کرے گا جو تمھیں قتل و غارتگری کا نشانہ

بنائے گا اور پھر عذاب تمھیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ (مقتل المقرم ، مقتل الخوارزمی ، مقتل العوالم ، نفس المھموم)

اسی طرح جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے جناب علی اکبر کو میدان کی طرف روانہ کیا تو ظالموں کے حق میں اس طرح بد دعا کی : '' اللھم فامنعھم برکات الارض و فرقھم تفریقا و مزقھم تمزیقا و اجعلھم طرائق قددا ولا ترض الولاۃ عنھم ابدا ''۔

یعنی : اے اللہ ان کو زمین کی برکتوں سے محروم کردے اور انھیں متفرق و پراگندہ کر دے ، انھیں تباہ و برباد کر دے انھیں بالکل ہی کٹے پھٹے راستوں کی مانند کر دے اور ان کے حکمران ان سے کبھی رضا مند نہ ہوں (مقتل المقرم) (کچھ روایات درج نہیں کیں)

5:دعا کے قبول نہ ہونے پر خدا سے ناراضگی کا اظہار کرنا :

جن گناہوں سے انسان اکثر غافل ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب انسان کی دعا قبول ہونے میں دیر ہو جائے تو وہ خدا سے دل ہی دل میں یاظاہر بظاہر ناراضگی کا اظہار کرے ۔ یہ گناہ اس وقت مزید مزموم اور گھنونا ہو جاتا ہے کہ جب انسان یہ گمان کرے کہ اس نے دعا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور دعا مانگنے کا مکمل حق ادا کیا ہے لیکن کوتاہی نعوذ باللہ خدا کی طرف سے ہے کہ جو اس طرح دعا کرنے کے باوجود بھی دعا کو قبول نہیں کر رہا اگر کوئی شخص اپنے دل میں یہ باتیں سوچتا ہے اور اپنے اندر اس قسم کے گمان و خیال رکھتا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ خدا کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتا کیونکہ خدا نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ایک قبیح ترین گناہ ہے ۔

6۔ انسان کا یہ سوچنا کہ اس کے اعمال نیک اور صحیح ہیں لہٰذا ان کے بدلے میں خدا پر واجب ہے کہ وہ اس کے درجات بلند کرے :

بعض اوقات انسان اپنے سارے یا بعض اعمال کے بارے میں گمان کرتا ہے کہ وہ نیک و صالح اور صحیح ہیں لہٰذا خدا پر واجب ہے کہ ان کے بدلے میں اسے انعام و اکرام عطا کرے اور اس کے درجات کو بلند کرے ۔ پس ایسا شخص اپنے آپ کو صالحین کی صف میں شمار کرنے لگتا ہے بلکہ اگر کبھی دعا یا عبادت کے دوران اس کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکل آئے تو پھر تو وہ اپنے آپ کو اللہ کے اولیاء میں شمار کرنے لگتا ہے ۔ اور یہ بات واضح ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے غرور و تکبر، جہالت اور اس کی گھٹیا سیرت و کردار پر دلالت کرتی ہیں ۔

6 ۔ اعمال خیر انجام دے کر اپنے آپ کو لوگوں سے بہتر سمجھنا :

بعض لوگ کچھ نیک کام مثلاً نماز شب ، معصومین علیہم السلام کی زیارت وغیرہ کرکے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ وہ ان نیک اعمال کی ادائیگی سے لوگوں سے افضل بن گئے ہیں گویا کہ انھوں نے ان چند نیک کاموں کو کرکے خدا پر احسان کر دیا ہے حالانکہ یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ ان اعمال خیر کی ادائیگی کی توفیق خدا کی طرف سے بندوں پر لطف و کرم اور فضل و احسان ہے اسلام اور اس کے تمام احکامات انسان پر خدا کی نعمات میں سے ہیں ۔ ارشاد قرآنی ہے :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴)

ترجمہ : بے شک مومنین پر اللہ نے یہ احسان کیا ہے کہ ان میں اس نے رسول بھیجا۔

خدا نے ہم پر یہ احسان کیا ہے ہم کو اسلام اور مذہب حق کی نعمت سے نوازا اور ہمیں نیک اعمال کے بجالانے کی توفیق دی اور شیطان کے جالوں سے محفوظ رکھا ۔ یہ سب چیزیں ان غافل بندوں کو اس خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی ہیں جو بندے چند ٹوٹے پھوٹے اعمال کی ادائیگی کے بعد اپنے آپ کو دوسروں سے افضل تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ ان بندوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ اتنی زیادہ نعمات کے باوجود انھوں نے ان سے صحیح طور پر استفادہ نہیں کیا اور نا ہی اس طرح عبادت کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا جس طرح عبادت کے دوران اخلاص ، خلوص توجہ اور صاف نیت کی ضرورت تھی اس طرح سے عبادت کو بجا نہیں لایا گیا ۔ پس عبادت و اطاعت میں بے شمار نقائص کے باوجود جو شخص غرور ، تکبر اور فخر کرتا ہے وہ یا تو جاہل ہے یا پھر عقل سے محروم ہے ۔ انسان کی طرف سے اتنے نقائص پر مشتمل عبادت اور اتنے زیادہ گناہوں کے باوجود بھی وہ کریم رب اپنے بندوں کو اپنی بارگاہ میں کھڑے ہونے اور اپنی نعمتوں سے استفادہ کرنے سے نہیں روکتا ۔

اللہم صل علی محمد و علی محمد وعجل فرجہم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرجعیتِ دینی اور تحفظِ حسینیت

قسط دوم

عقل، قرآن اور فرمانِ معصومؑ کی روشنی میں

مولانا محمد تقی ہاشمی

گزشتہ قسط میں ہم نے یہ بیان کیا کہ مرجعیت دینی یعنی فقہاء کی طرف رجوع کرنا در حقیقت تحفظ حسینیت یعنی دین اسلام کی حفاظت ہے۔
ہم نے اس پر عقل انسانی سے دلیل قائم کی ہے کہ جب ایک ملک کے محدود قانون کے بارے میں عقل انسانی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اس قانون کے کچھ لوگ ماہر بنیں اور باقی ان ماہر قانون کی طرف رجوع کریں تو اسی طرح دین اسلام جو کہ بہت ہی وسیع قانون کا نام ہے اس کے بھی کچھ لوگ ماہر بنیں اور باقی لوگ ایسے ماہرین دین کی طرف رجوع کریں۔
قرآن و احادیث سے اس پر دلائل دینے سے پہلے ہم نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ کیا عقل کو یہ حق حاصل ہے کہ دینی بنیادی مسائل میں فیصلہ سنائے یا عقل کی دین اسلام میں کوئی اہمیت نہیں ہے؟
اس پر ہم اصول کافی کے پہلے باب کتاب العقل و الجہل سے چند احادیث ذکر کر رہے تھے اور اس موضوع پر آخری حدیث میں گفتگو جاری تھی۔
امام صادق علیہ السلام نے جب عقل کی اہمیت بیان فرمائی تو کسی نے سوال کیا۔

آخری روایت: بنیادی امور کا فیصلہ عقل کرے گی

اس کے بعد امام علیہ السلام سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا:

قِيلَ لَهُ فَهَلْ يَكْتَفِي الْعِبَادُ بِالْعَقْلِ دُونَ غَيْرِهِ

کیا بندے عقل کے علاوہ ہر چیز کو چھوڑ کر فقط عقل پر ہی اکتفاء کرتے ہیں؟

قَالَ إِنَّ الْعَاقِلَ لِدَلَالَةِ عَقْلِهِ الَّذِي جَعَلَهُ اللَّهُ قِوَامَهُ وَ زِينَتَهُ وَ هِدَايَتَهُ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ أَنَّهُ هُوَ رَبُّهُ وَ عَلِمَ أَنَّ لِخَالِقِهِ مَحَبَّةً وَ أَنَّ لَهُ كَرَاهِيَةً وَ أَنَّ لَهُ طَاعَةً وَ أَنَّ لَهُ مَعْصِيَةً فَلَمْ يَجِدْ عَقْلَهُ يَدُلُّهُ عَلَى ذَلِكَ وَ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يُوصَلُ إِلَيْهِ إِلَّا بِالْعِلْمِ وَ طَلَبِهِ وَ أَنَّهُ لَا يَنْتَفِعُ بِعَقْلِهِ إِنْ لَمْ يُصِبْ ذَلِكَ بِعِلْمِهِ فَوَجَبَ عَلَى الْعَاقِلِ طَلَبُ الْعِلْمِ وَ الْأَدَبِ الَّذِي لَا قِوَامَ لَهُ إِلَّا بِهِ. (الكافي (ط - الإسلامية)، ج۱، ص: ۲۹)

تو امام علیہ السلام نے جواب دیا:

بیشک عاقل اپنی عقل کی رہنمائی کی وجہ سے کہ جو اس کی بنیاد اور زینت ہے اور ہدایت ہے سے یہ جان لیتا ہے کہ اللہ حق ہے اور وہی اس کا رب ہے اور یہ بھی جان لیتا ہے کہ اس کا خالق کچھ چیزوں کو پسند کرتا ہے اور اس کو ناپسند کرتا ہے اور اس کی اطاعت بھی ہے اور معصیت بھی ہے، پس اب یہاں پر وہ اپنی عقل کو رہنمائی کرنے والا نہیں پاتا اور یہ جان لیتا ہے کہ اب بغیر علم حاصل کئے وہ نہیں جان سکتا اور اب اگر اس نے علم حاصل نہ کیا تو اپنی عقل سے فائدہ نہیں لے سکتا، پس عقلمند پر یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ علم اور ادب سیکھے کہ جس کے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اس روایت میں معصوم علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ بنیادی امور کے بارے میں عقل انسان کو رہنمائی دیتی ہے لیکن جہاں مسئلہ حلال و حرام کا ہو

، معصیت و اطاعت کا ہو تو ان احکام شرعیہ کے لئے اسے علم سیکھنا پڑے گا ، بغیر سیکھے وہ اپنی عقل سے یہ نہیں جان سکتا کہ کونسے کام کرنے سے اللہ کی اطاعت ہوگی اور کونسے کام کرنے سے اللہ کی نافرمانی ہوگی ۔

اور یہی مرجعیت دینی ہے ، کہ دین کے احکام سیکھنے کے لئے اہل علم کی طرف جانا ہوگا ، اگر معصوم تک رسائی ممکن ہے تو معصوم تک جانا ہوگا ، ورنہ ان علماء و فقہاء کی طرف جانا ہوگا کہ جنہوں نے معصوم کے کلام کو پڑھ کر دین اسلام سمجھا ہے اور یہی وہ بنیادی بات ہے کہ جس کی طرف ہر عقلمند کی عقل انسان کے لئے رہنما بن جاتی ہے کہ دیکھو تم خود اپنی عقل سے واجبات و محرمات تک نہیں پہنچ سکتے ، بلکہ تمہیں اہل علم کے در پر جانا ہوگا اور ان سے سیکھنا ہوگا۔

پس اگر اس کے بعد بھی کوئی مرجعیت دینی کے عقلی فیصلے پر راضی نہیں ہوتا اور اصرار کرتا ہے کہ ہمیں قرآن و فرمان معصوم سے دکھلاؤ تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے عقل کی اہمیت پر روایات معصومین علیہم السلام کا مطالعہ کرے ۔

قرآن اور مرجعیت دینی

قرآن مجید کی سورہ توبہ کی آیت ۱۲۲ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

توبہ ۱۲۲

اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں، پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تاکہ وہ (ہلاکت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔

قارئین محترم: قرآن مجید نے ہمیں بہت ساری جگہوں پر تدبر اور غور و فکر کرنے کی طرف دعوت دی ہے ، اس آیت کے الگ الگ جملوں پر ہم غور و فکر کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کس طرح سے دینی مرجعیت کا تصور اس آیت سے واضح ہوتا ہے ۔

1: وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَافَّةً

اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں۔

اس آیت میں واضح بیان ہو رہا ہے کہ سب مؤمنین دین کو سمجھنے کے لئے نہ نکلیں بلکہ آیت پر غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ایسا ممکن بھی نہیں ہے کہ ہر کوئی چاہے خاتون ہو یا مرد ہو وہ اپنی معاش اور دیگر حالات کو چھوڑ کر دین اسلام کو سمجھنے کے لئے نکل پڑے کیونکہ اس طرح نظام زندگی ختم ہو جائے گا ،اور پھر ہر کسی کی ذہنی استعداد بھی اتنی نہیں ہے کہ وہ مکمل دین اسلام کو گہری نظر سے قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح سے سمجھ سکے ۔ پس یہ کام سب مؤمنین نہیں کرسکتے تبھی ارشاد رب العزت ہوا کہ: یہ کام تمام مؤمنین نہیں انجام دیں گے ۔

۲: فَلَوْ لَا نَفَرَ مِن كلُ‌ِّ فِرْقَةٍ مِّنهُمْ طَائفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى الدِّينِ

پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تاکہ وہ دین میں گہری سمجھ پیدا کریں۔

اس آیت میں بھی واضح بیان ہوا ہے کہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے یعنی پورے کا پورا گروہ بھی نہ نکل پڑے بلکہ ایک جماعت جائے جو کہ تفقہ فی الدین کرے۔

تفقہ فی الدین کا اگرچہ ترجمہ دین میں سمجھ بوجھ سے کیا جاتاہے لیکن عربی لغات میں دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تفقہ کا مطلب ہر طرح کا سمجھنا نہیں ہے بلکہ تفقہ فقط اس سمجھنے کو کہتے ہیں کہ جو دقیق اور گہرے طریقے سے سمجھنا ہو ۔ (کیونکہ یہ باب تفعّل سے ہے کہ جو مشقت و جہد والے افعال میں استعمال کیا جاتا ہے)

اور یہ بھی واضح ہے کہ ہر کسی کے لئے دین کے ضروری احکام جاننا واجب ہیں ،یعنی ہر بندے پر واجب ہے کہ جو مسائل اسے روزہ مرہ پیش آتے ہیں انہیں سیکھے تاکہ وہ انہیں صحیح طرح انجام دے سکے ، ہر انسان پر ضروری ہے کہ وہ وضوء ، نماز کا طریقہ اور خرید و فروخت کے روزہ مرہ پیش آنے والے دینی مسائل سیکھے تاکہ دین پر عمل کرسکے. تو جب دین کے روز مرہ مسائل کا سیکھنا سب پر واجب ہے تو قرآن ایسا کیوں کہہ رہا ہے کہ سب مؤمنین دین میں سمجھ پیدا نہ کریں بلکہ فقط ایک جماعت ہی جائے جو دین کو سیکھے؟؟

اس سوال کا جواب یہاں سے ہی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن جو تفقہ فی الدین کی دعوت دے رہا ہے وہ الگ چیز ہے اور جو روز مرہ کے مسائل کو سیکھنا ہے وہ الگ ہے کیونکہ تفقہ فی الدین کا مطلب دین کی گہری سمجھ بوجھ ہے کہ جسے آج کل کے دور میں دین میں سپیشلائزیشن اور تخصص سے تعبیر کیا جاتا ہے ، یعنی جس طرح ہمارے ہاں ماہر قانونیات ہوتے ہیں اسی طرح قرآن بھی مؤمنین کی ایک جماعت کو حکم دے رہا ہے کہ وہ دین اسلام کے قوانین کے ماہر بنیں یعنی دین اسلام کے احکام اور مسائل میں سپشلائزیشن و تخصص کریں ۔

اور یہ بات ہمارے لئے واضح ہے کہ کسی بھی علم میں مہارت اسی وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب انسان اپنے آپ کو اس علم کے حصول کے ساتھ

خاص کر دے ، اسی وجہ سے مولا امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے :

فَإِنَّمَا الْعِلْمُ لِمَنْ تَفَرَّغَ لَه (بحار الأنوار (ط - بيروت) ؛ ج١ ؛ ص٢٢٧)

کہ علم تو فقط اسی کے لئے ہے جو علم کے لئے اپنے آپ کو فارغ کردے ۔

پس دنیا کا کوئی بھی علم ہو وہ انسان کو فقط پارٹ ٹائم مطالعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے اسے اپنی زندگی وقف کرنی ہوتی ہے تو اسی طرح دینی علم بھی ہے ، دین اسلام کا بھی مکمل علم اور مہارت تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب انسان اپنے آپ کو اسی علم کے حصول کے لئے الگ کر دے ۔

اور یہی قرآنی نظریہ بھی ہے کہ تفقہ فی الدین (یعنی دین میں گہری سمجھ بوجھ پیدا کرنے) کے لئے تم میں سے ایک جماعت نکل پڑے ۔

پس آیت کے اس ٹکڑے سے واضح ہو جاتا ہے کہ تفقہ فی الدین کے فریضے کو چند مؤمنین ہی انجام دیں گے۔ سب مؤمنین اس فریضے کو انجام نہیں دے سکتے، اور تفقہ فی الدین کا دوسرا نام اجتہاد ہے البتہ وہ اجتہاد کو جو قیاس اور رائے سے پاک ہو ۔

۳: وَ لِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيهِمْ

اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں۔

آیت کا یہ حصہ ہمیں بتلا لا رہا ہے کہ مؤمنین کی یہ جماعت جب دین اسلام میں گہری سمجھ بوجھ پیدا کر لے گی یعنی دین میں جب سپیشلائزیشن کر لے گی تو پھر اس کی ذمہ داری ہے کہ اپنے دوسرے مؤمنین کو انذار اور تنبیہ کرے یعنی انہیں بتائے کہ کیا حلال ہے؟ اور کیا حرام ہے ؟ کیا واجب ہے؟ا ور کیا حرام ہے؟ تاکہ وہ لوگ فعل حرام سے بچیں اور واجب پر عمل کریں اور اللہ کے حکم کی مخالفت سے ڈریں ۔

اس حصہ میں غور فکر کیا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ:

اللہ تعالیٰ نے جو اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ قوم کو ڈارئیں تو یقیناً قوم پر یہ واجب ہو گا کہ وہ دین میں تخصص (سپیشلائزیشن) کرنے والی کی باتوں کو مانیں اور قبول کریں کیونکہ اگر قوم پر دین میں مہارت حاصل کرنے والی کی کسی تنبیہ اور کسی بات کو ماننا ہی واجب نہ ہو تو پھر اللہ کا یہ حکم دینا کہ دین میں مہارت حاصل کرنے والے لوگوں کو تنبیہ کریں ایک فضول اور لغو قسم کا حکم ہوگا کیونکہ جب دوسرے پر ان کی بات ماننا ضروری ہی نہیں ہے تو پھر ان افراد کو انذار اور ڈرانے کا حکم بے مقصد ہے اور لغو ہے ، اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی لغو اور فضول کام صادر نہیں ہوتا۔

پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر واجب اور حرام کا بتانا اسی وجہ سے فرض کیا ہے تاکہ دوسرے لوگ ان کی بات کو مانیں ،پس ان پر انذار کرنا اور حلال و حرام کو بتانا جب واجب کیا گیا ہے تو پس دوسروں کے لئے ان کی بات کو ماننا بھی واجب کیا گیا ہے ورنہ انذار اور حلال و حرام کا بتانا کا حکم عبث اور لغو ہو جائے گا۔

اور یہی مرجعیتِ دینی ہے کہ عوام اپنے مرجع کی بات کو مانے ، کہ جسے ہم آج رجوع اور تقلید کے نام سے یاد کرتے ہیں ، رجوع اور تقلید میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی جو لوگ دین میں ماہر نہیں ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین میں ماہر افراد کی بات کو مانیں اور خود سے قرآن و حدیث کی طرف نہ جائیں کیونکہ قرآن نے بیان کر دیا ہے کہ کچھ لوگ دین اسلام میں مہارت حاصل کریں گے اور باقی لوگ ایسے افراد کی باتوں کو قبول کریں گے ۔

پس یہ آیت واضح طور پر بتلاتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو اپنی زندگی کو دین اسلام پڑھنے کے لئے وقف کریں اور پھر اپنی قوم کوواجب و حرام کی تعلیم دیں ۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت کو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا ہے کہ جس کے مطابق یہ رحمت الٰہی ہے کہ لوگ دین اسلام سیکھنے کے لئے نکلیں ۔

عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع إِنَّ قَوْماً رَوَوْا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَالَ إِنَّ اخْتِلَافَ أُمَّتِي رَحْمَةٌ فَقَالَ صَدَقُوا قُلْتُ إِنْ كَانَ اخْتِلَافُهُمْ رَحْمَةً فَاجْتِمَاعُهُمْ عَذَابٌ قَالَ لَيْسَ حَيْثُ ذَهَبْتَ وَ ذَهَبُوا إِنَّمَا أَرَادَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ- فَلَوْ لا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْفِرُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ص وَ يَخْتَلِفُوا إِلَيْهِ فَيَتَعَلَّمُوا ثُمَّ يَرْجِعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَيُعَلِّمُوهُمْ إِنَّمَا أَرَادَ اخْتِلَافَهُمْ مِنَ الْبُلْدَانِ لَا اخْتِلَافاً فِي دِينِ اللَّهِ إِنَّمَا الدِّينُ وَاحِدٌ. (معاني الأخبار ؛ النص ؛ ص١٥٧)

عبد المؤمن الانصاری روایت کرتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے کہا :

کچھ لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے ؟

تو امام علیہ السلام نے جواب دیا: وہ سچ کہتے ہیں ۔

تو میں نے کہا: اگر امت کااختلاف رحمت ہے تو ان کا اتحاد تو عذاب ہو گا؟

تو اما علیہ السلام نے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے تم سمجھ رہے ہو اور لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ رسول خدا ﷺ اللہ کے اس فرمان کو بتلانا چاہتے تھے کہ فَلَوْ لا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ---- پھر کیوں نہ ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو انہیں تنبیہ کریں تاکہ وہ (ہلاکت خیز باتوں سے) بچے رہیں۔

پس اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رسول خدا ﷺ کی طرف جائیں اور ان کی طرف آنا جانا کریں (اختلاف کا ایک مطلب کسی جگہ پر آنا جانا ہے) پس وہ دینی تعلیم حاصل کریں اور پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کریں اور انہیں سکھائیں۔آپ ﷺ نے اختلاف کا مطلب شہروں سے آنا جانا لیا ہے، نہ کہ دین میں اختلاف کرنا کیونکہ دین تو ایک ہے۔

پس اس روایت کے مطابق دین اسلام سیکھنے کے لئے مختلف شہروں سے اہل علم کے پاس آنا جانا ایک رحمت ہے اور جب تک یہ سلسلہ امت میں جاری رہے گا کہ کچھ لوگ علم دین حاصل کریں گے اور باقی لوگوں کو دین بتلائیں گے تو امت پر رحمت الٰہی رہے گی۔ جس دن لوگوں نے علم دین سیکھنا چھوڑ دیا یا ان میں سے کچھ لوگوں نے دین میں مہارت پیدا کرنا چھوڑ دی تو اسی دن رحمت الٰہی ختم ہو جائے گی۔

اور اسی کو ہم کہہ رہے ہیں کہ حسینیت یعنی دینِ الٰہی کی حفاظت مرجعیت دینی یعنی کچھ لوگوں کے دین میں ماہر بننے اور باقیوں کے ان کی طرف رجوع کرنے سے ممکن ہے۔

جب معصومؑ سے رابطہ ممکن نہ ہو تو ہم کہاں جائیں؟

یہی سوال خود معصومؑ کے زمانے میں بھی تھا کہ جب ہر کسی کا معصومؑ سے ملنا ممکن نہیں ہے تو جن کی نسبت سے معصومؑ غائب ہیں ان کی کیا ذمہ داری ہے؟

ہم سب جانتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو اپنے بعد انہوں نے مولا علی علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا دیا اور اگر وہ مولا کو اپنا جانشین نہ بناتے تو رسالت پر بہت بڑا سوال ہوتا کہ رسول خدا ﷺ اپنے بعد امت کو بے سہارا چھوڑ کر چلے گئے، اور یہی سوال امام معصومؑ پر بھی ہوتا ہے کہ جب ان کا رابطہ امت سے کٹ جائے تو معصومؑ ہمیں کس کے حوالے کرتے ہیں۔

آیئے اس سوال کا جواب روایات معصومین علیہم السلام کے تحت جانتے ہیں۔

روایت ۱: سب سے بڑا یتیم

رسول خدا ﷺ سے روایت ہے:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ص أَنَّهُ قَالَ: أَشَدُّ مِنْ يُتْمِ الْيَتِيمِ الَّذِي انْقَطَعَ عَنْ أُمِّهِ وَ أَبِيهِ يُتْمُ يَتِيمٍ انْقَطَعَ عَنْ إِمَامِهِ وَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْوُصُولِ إِلَيْهِ وَ لَا يَدْرِي كَيْفَ حُكْمُهُ فِيمَا يُبْتَلَى بِهِ مِنْ شَرَائِعِ دِينِهِ أَلَا فَمَنْ كَانَ مِنْ شِيعَتِنَا عَالِماً بِعُلُومِنَا وَ هَذَا الْجَاهِلُ بِشَرِيعَتِنَا- الْمُنْقَطِعُ عَنْ مُشَاهَدَتِنَا يَتِيمٌ فِي حَجْرِهِ أَلَا فَمَنْ هَدَاهُ وَ أَرْشَدَهُ وَ عَلَّمَهُ شَرِيعَتَنَا كَانَ مَعَنَا فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى (**الإحتجاج على أهل اللجاج (للطبرسي)؛ ج۱؛ ص۱۶**)

جس کے ماں باپ اس سے جدا ہو جائیں ایسے یتیم سے بھی بڑا وہ یتیم ہے کہ جس کے امام اس سے جدا ہو جائیں اور وہ اپنے امام تک نہ پہنچ سکتا ہو، اور نہ جانتا ہو کہ جو شریعت کے احکام اسے درپیش آتے ہیں اس میں اس کے امام کا کیا حکم ہے، اور آگاہ ہو جاؤ جو بھی ہمارے شیعوں میں سے ہمارے علوم کا عالم ہو تو یہ شخص جو ہماری شریعت سے واقف نہیں ہے اور ہمارے مشاھدے سے کٹ چکا ہے یہ اس عالم کی گود میں یتیم ہے اور جو بھی اس کی ہدایت کرے، اس کی رہنمائی کرے اور اسے ہماری شریعت کی تعلیم دے وہ رفیق اعلیٰ میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

اس روایت کے مطابق رسول خدا ﷺ دینی احکام سے نا واقف لوگوں کو غیبتِ امام میں عالمِ علومِ آلِ محمد کی گود میں دے رہے ہیں یعنی اس کی دینی سرپرستی اور دینی مرجعیت کے لئے علوم آل محمد کے عالم کو اس کا سرپرست اور مرجع بنا رہے ہیں۔

روایت ۲: یتیمِ آل محمد کی کفالت کرنے والے

جناب سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام سے روایت ہے:

ایک طویل روایت کا ٹکڑا ہے:

جاری ہے ----

کربلا کے پیغام

مولانا مختار حسین توسلی

تحریک کربلا ایک آفاقی تحریک تھی جو حق و باطل کے درمیان لڑی جانے والی آخری اور فیصلہ کن جنگ ثابت ہوئی یہی وجہ ہے کہ اس تحریک کے دروان دیے گئے امام حسین علیہ السلام کے خطبات اور ارشادات بھی آفاقی پیغامات کے حامل ہیں ، اگر ہم ان میں غور کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام ہم سے خطاب فرما رہے ہیں ۔

اما عالی مقامؑ نے خروج مدینہ سے لے کر عصرِ عاشور تک متعدد مقامات پر خطبے دے کر قیام کے مقاصد کو بیان فرمایا نہ صرف اپنے قیام کے مقاصد کو بیان فرمایا بلکہ اپنے خطبات اور ارشادات کے ذریعےاہلِ ایمان کے لئے ایسے ایسے رہنما اصول بھی بتا دیے کہ جن پر چل کر وہ دائمی سعادت اور ابدی نجات سے ہمکنار ہو سکتے ہیں ۔

امام مظلوم اپنی آخری سانسوں تک وعظ و نصیحت فرماتے رہے اور لوگوں کو شعور دلاتے رہے تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں اور باطل کی طرفداری چھوڑ کر حق کا ساتھ دیں ۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے وہ خطبات اور ارشادات جو آپ علیہ السلام نے تحریک کربلا کے دوران دیے ہیں کافی زیادہ اور طویل ہیں ، اس مختصر سے مضمون میں نہ تو ان سب کا احاطہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ان میں موجود آفاقی پیغامات کو سپردِ قرطاس کیا جاسکتا ہے لہٰذا اختصار کو ملحوظِ نظر رکھتے ہوئے ان میں سے چند اہم پیغامات کو کچھ عناوین کے تحت بیان کیا جائے گا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دینِ اسلام کے دو اساسی رکن ہیں اور اسلامی معاشرہ انہی کی بدولت برائیوں سے بچا رہتا ہے گویا اسلامی معاشرے کا حسن ان دو چیزوں کی بدولت تابندہ رہتا ہے لہٰذا جو معاشرہ ان کو فراموش کرے گا یہ یقینی امر ہے کہ وہاں اسلام کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے اسی لئے امامِ عالی مقام نے اپنے وصیت نامے میں ان دوچیزوں پر خصوصی زور دیا ہے ۔

إنِّي لَمْ أَخْرُجْ بَطِراً وَ لَا أَشِراً وَ لَا مُفْسِداً وَ لَا ظَالِماً وَ إِنَّمَا خَرَجْتُ أَطْلُبُ الصَّلَاحَ فِي أُمَّةِ جَدِّي مُحَمَّدٍ أُرِيدُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَ أَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ أَسِيرُ بِسِيرَةِ جَدِّي وَ سِيرَةِ أَبِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب (مناقب آل اِبی طالب علیہم السلام (لابن شہرآشوب) ؛ ج۴ ؛ ص۸۹)

یعنی : میں کسی نام و نمود کے حصول یا فتنہ و فساد اور ظلم برپا کرنے کے لئے نہیں جارہا بلکہ اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے جارہا ہوں ، میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں ، اس سلسلے میں مَیں (اپنی کوئی الگ سیرت قائم نہیں کروں گا بلکہ) اپنے نانا اور بابا کی سیرت کو اپنا لوں گا۔

امام عالی مقامؑ نے اپنے قیام کے مقاصد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خصوصی ذکر فرما کر یہ پیغام دیا ہے کہ معاشرے میں اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے اس فریضے کو ادا کرنا ناگزیر ہے ، ایسا ہرگز نہیں ہے کہ امام

حسین علیہ السلام کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے باقیوں سے یہ فریضہ ساقط ہوا ہے اور اب ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں رہا بلکہ امامؑ نے ہمیں راستہ دکھایا کہ کس طرح اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونا ہے۔

غیرتِ دینی اور جذبہ شہادت

ایک مسلمان کے لئے اپنے اندر غیرت دینی اور جذبہ شہادت کو پیدا کرنا لازمی امر ہے کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جس پر دینی اقدار کی بقا کا دارو مدار ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنے عمل و کردار کے علاوہ اپنے گفتار کے ذریعے لوگوں کی توجہ اس چیز کی جانب مبذول کرائی ہے کہ اسلام فقط نماز و روزے کا نام نہیں بلکہ اس کی بقا کو خطرات لاحق ہونے کی صورت میں اس کی حفاظت کے لئے دشمن سے لڑ کر راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا بھی ضروری ہے، امامؑ نے اپنے ارشادات میں فاسق و فاجر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف قیام کرنے پر زور دیا ہے:

أَ لَا تَرَوْنَ إِلَى الْحَق لَا يُعْمَلُ بهِ وَ إِلَى الْبَاطل لَا يُتَنَاهى عَنْهُ لِيَرْغَبِ الْمُؤْمِنُ فِي لِقَاءِ رَبِّهِ مُحِقّا (اللهوف علی قتلی الطفوف / ترجمہ فہری ؛ ص۷۹)

کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ حق پر عمل نہیں ہورہا اور باطل سے روکا نہیں جارہا جب ایسی صورت حال پیدا ہو تو مؤمن پر لازم ہے کہ وہ غیرت دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے رب سے ملاقات کی طرف رغبت پیدا کرے، پس میں موت کو سعادت اور ظالمین کے ساتھ زندگی گزارنے کو ذلت اور ننگ و عار سمجھتا ہوں۔

امام حسینؑ نے اپنے اس آفاقی فرمان میں اپنے قیام کے مقصد کو بیان کرنے کے ساتھ ہمارے فریضے کا تعین بھی فرما دیا کہ جب بھی اور جہاں بھی حق پر عمل نہ ہو رہا ہو اور باطل سے نہ روکا جا رہا ہو بلکہ باطل کی ترویج جاری ہو، دین کی قدریں پامال ہو رہی ہوں تو اس صورت میں اہل ایمان کے لئے خاموش رہنا کسی بھی طور مناسب نہیں ہے، بلکہ فاسق و فاجر اور ظالم حکمرانوں کے خلاف میدانِ عمل میں اترنا ہوگا، کیونکہ ان کے زیر سایہ جو معاشرہ تشکیل پاتا ہے وہ فاسد اور جبر و تشدد کے نظام پر مشتمل ہوتا ہے، وہاں پر اہل ایمان کے لئے زندگی گزارنا ناممکن ہو جاتا ہے، اگر ان فاسق و فاجر اور ظالم حکمرانوں کے فسق و فجور اور ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند نہ کی اور خاموشی اختیار کی تو پھر ذلت و رسوائی مقدر ہوجاتی ہے۔

ایسے حالات میں پلید قسم کے لوگ معاشرے کے حاکم بن جاتے ہیں اور شرفا و دیندار لوگ ذلیل و خوار کیے جاتے ہیں، نہ ان کا مال و متاع محفوظ رہتا ہے اور نہ عزت و آبرو، یہاں تک کہ ان سے جینے کا حق بھی چھین لیا جاتا ہے۔

ذلت و پستی سے دوری:

امام حسینؑ کا تعلق اس خاندان سے ہے جو عزتِ نفس اور شرفِ انسانی کا علم بردار ہے لہٰذا آپؑ یزید جیسے تارک الصلوۃ، شارب الخمر، فاسق وفاجر اور بدکار شخص کی حکومت کو کیسے برداشت کر سکتے تھے؟ جس کے اقتدار میں آنے سے کرامتِ انسانی کو خطرہ درپیش تھا، حاکم مدینہ ولید بن عتبہ بن ابو سفیان کے دربار میں برملا طور پر فرمایا:

ہم اہل بیتؑ نبوت معدن رسالت اور مختلف الملائکہ ہیں جبکہ یزید فاسق و فاجر، شارب الخمر، قاتل النفس المحترمہ اور علی الاعلان بدکاری کرنے والا ہے لہٰذا مجھ جیسا با شرف و کمال انسان یزید جیسے پست اور رذیل شخص کی بیعت کیسے کرسکتا ہے۔ مثلی لایبایع مثله

امام حسین علیہ السلام نے اپنے اس آفاقی کلام (مثلی لایبایع مثله) کے ذریعے دنیا والوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہر دور میں حق کا طرفدار کسی باطل پرست کے سامنے جھک کر اپنی ذلت و پستی کا اظہار نہیں کرسکتا کیونکہ ہر حق گو رمزی طور پر حسینؑ اور ہر باطل رمزی طور پر یزید ہے، امامؑ کا یہ کلام بہت ہی معنی خیز ہے گویا آپؑ نے ایک معیار کے ذریعے دو اقدار کے درمیان ہمیشہ کی جنگ کو بیان فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ حق کا طرف دار کبھی بھی ذلت و پستی کو قبول نہیں کرسکتا کیونکہ ذلت ہم سے دور ہے۔ هيهات من الذلة

امام حسینؑ حقیقت میں امام عزت ہیں، امام شرف ہیں، اسی لئے آپؑ نے ذلت و پستی کو سخت ناپسند کیا ہے اور حقیر و پست افراد کی بیعت یا پیروی کرنے پر قتل ہونے کو ترجیح دی ہے۔

ظلم و ناانصافی کے خلاف قیام:

امام حسین علیہ السلام کا قیام صرف یزید لعین کے خلاف نہ تھا امام کا مقام اس سے کہیں بلند و بالاتر ہے کہ ان کا ہدف ایک خاص فرد قرار پائے، امام کا یہ مبارزہ حقیقت میں ظلم و نا انصافی، فتنہ و فساد، کفر و شرک اور جہالت و تاریکی کے خلاف تھا اور آپؑ نے اپنے خطبات و ارشادات میں لوگوں کو بھی ظالم و جابر حکمرانوں کے ظلم و ناانصافی اور دینی اقدار و تعلیمات میں تبدیلی اور ردّ و بدل کے خلاف قیام کرنے کا حکم دیا ہے ایک مقام پر آپؑ نے یزیدی لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَدْ قَالَ فِي حَيَاتِهِ مَنْ رَأَى سُلْطَاناً جَائِراً مُسْتَحِلًّا لِحُرُمِ اللَّهِ نَاكِثاً لِعَهْدِ اللَّهِ مُخَالِفاً لِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ يَعْمَلُ فِي عِبَادِ اللَّهِ بِالْإِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ثُمَّ لَمْ يُغَيِّرْ بِقَوْلٍ وَ لَا فِعْلٍ كَانَ حَقِيقاً عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ مَدْخَلَه

(بحار الانوار (ط - بیروت) ؛ ج۴۴ ؛ ص۳۸۲)

اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایسے سلطان جابر کو دیکھے جو حرامِ خدا کو حلال قرار دے ، عہد شکنی کرے ، سنت رسول ﷺ کا مخالف ہو ، لوگوں کے ساتھ ظلم و تجاوز کرے اور وہ اس کے خلاف زبانی طور پر یا عملی صورت میں کوئی قدم نہ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے کہ وہ اسے بھی اس ظالم بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں داخل کرے گا۔

طرفداروں کی قلّت سے نہیں گھبرانا چاہئے :

تحریک کربلا کے دروان امام حسین علیہ السلام کے کردار و گفتار کو اگر دیکھا جائے تو یہی پیغام ملتا ہے کہ حق وہدایت کے راستے پر چلتے طرفداروں کی قلّت سے پریشان نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنی شرعی ذمہ داری کو ادا کر دینا چاہئے چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو ۔

جو لوگ اپنے ہدف پر ایمان رکھتے ہیں ان کی نگاہ ساتھیوں کی کم تعداد پر نہیں ہوتی بلکہ اپنے مقصد کے حصول پر ہوتی ہے ، امام حسین علیہ السلام نے اپنے سفر کربلا کے دوران باربار اپنے ساتھیوں کو اپنے موقف سے آگاہ کیا کہ ہم حکومت کے حصول کے لئے نہیں جا رہے بلکہ قربانی پیش کرنے کے لئے جا رہے ہیں بہت سارے لوگ جو مال و دولت کی لالچ میں آپ کے قافلے میں شامل ہو گئے تھے وہ ایک ایک کرکے چلے گئے لیکن آپؑ کے عزم و ارادے میں لغزش نہیں آئی ، شب عاشور کو چراغ گل کرکے اپنے گنے چنے ساتھیوں کو بھی جانے کی اجازت دے دی ، خدا کی قسم اگر وہ چلے بھی جاتے تب بھی آپؑ کو ذرہ برابر تاسف نہ ہوتا ، یقیناً امامِ مظلومؑ کا یہ بلند پایہ کردار ہمارے لئے نمونہ عمل ہے ۔

میدان کارزار میں بھی ذکرِ الٰہی :

تحریک کربلا کے دوران امام حسین علیہ السلام کی سیرت و کردار سے یہ پیغام ملتا ہے کہ میدان کارزار میں بھی خدا کی عبادت کو نہیں بھولنا چاہئے جنگ کے ہنگام میں بھی ذکرِ خدا ضروری ہے ، شب عاشور امامؑ کا ایک رات کی مہلت طلب کرنا اسی بات کی غمازی کرتا ہے کہ عبادتِ خدا ہر حال میں ترک نہیں ہونی چاہئے ، عاشور کے دن تیروں کی بارش میں بھی ظہر کی نماز اول وقت میں باجماعت ادا کرکے یہی پیغام دیا ہے ۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام حسین علیہ السلام کی تحریکِ کربلا کے دوران دیے گئے خطبات اور ارشادات نہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں سے متعلق ہیں بلکہ ہر دور اور جغرافیہ کے لوگوں کے متعلق بھی ہیں ، ان میں آفاقی پیغامات ہیں ، اس مختصر سے مضمون میں ان سب کو بیان کرنا ممکن نہیں تھا ، ان میں سے دو چار کی طرف فقط اشارہ کیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان پیغامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف

سوال: ہر زیارت کے موقع پر نجف اور کربلا پیدل جانا شرعی حوالے سے کیا حکم رکھتا ہے ؟

جواب :

ایسا کرنا مستحب ہے اور اس کا بہت زیادہ اجر و ثواب بھی ہے کیونکہ اس سلسلہ میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں ۔

تربتِ حسینی

مولانا مغیث الحسن نجفی

تربت حسینی سے مراد امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی کہ جس کو طین قبر الحسین ، برکۃ الحسینؑ وغیرہ کے نام دیے گئے ہیں اردو زبان میں خاکِ شفا استعمال کیا گیا ہے ۔

زمینِ کربلا کو اللہ تعالٰی نے بہت بڑی عظمت سے نوازا ہے بغیر کسی طولِ کلام کے ان اسماء صفاتیہ کو ذکر کرتے ہیں جو احادیثِ رسول ﷺ یا فرامین آئمہ علیہم السلام میں خاکِ قبر حسین علیہ السلام کے لئے استعمال ہوئے ہیں ۔

۱:آمنۃ : زمین کربلا کو آمنۃ کا نام دیا گیا ہے اس کا مطلب ہر مؤمن کے لئے امن و امان ہے اس زمین میں ، جس کے بارے میں بہت روایات موجود ہیں ۔

۲:الدواء الاکبر: کسی بیماری کو دور کرنے کے لئے خاک شفا سب سے بڑی دوا ہے ۔

۳:الدواء المفرد :دواء مفرد اس علاج کو کہا جاتا ہے جس کا اثر بہت زیادہ ہو ۔

٤:الذاکرۃ : یہ وہ زمین خاص ہے جو نعمات الٰہیہ کا ذکر کر رہی ہے وہ نعمات پاک ہستیوں کا اس زمین میں دفن ہونا ہے ۔

٥:الزکیۃ :خاک کربلا یعنی تربت حسینی کو اللہ تعالٰی نے ہر خباثت و نجاست سے دور رکھا ہے روایات بھی اس بارے میں ہیں کہ خاک شفا کو نجس کرنا حرام ہے ۔

٦:الشریفۃ :کائنات کی کوئی بھی زمین اس زمین سے زیادہ مشرف نہیں ہے اس لئے اس کو شریفہ کا نام بھی دیا گیا ہے ۔

٧:العظیمۃ:کائنات کی تمام زمینوں سے مشرف بھی ہے اور عظمت میں بھی سب سے بلند ہے ۔

٨:المبارکۃ :اتنی بابرکت زمین ہے کہ اس سے انبیاء و اولیاء تبرک و فیض حاصل کرتے رہے ہیں ۔

٩:المتشرفۃ:اس زمین کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ رسول خدا ﷺ آئمہ علیہم السلام اور انبیاء و ملائکہ نے اس خاک کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور تعریف کی ۔

١٠:المسبحۃ :یہ خاک جس کے ہاتھوں میں ہو تسبیح کرتی رہتی ہے چاہے وہ انسان تسبیح کرے یا نہ کرے ۔

١١:المسکۃ المبارکۃ: اس خاک کو یہ بھی تمیز حاصل ہے کہ اس کی خوشبو مسک کی خوشبو کی طرح ہے ۔

١٢:المعظمۃ :ہر انسان پر فرض ہے کہ اس زمین کی تعظیم کریں اس لئے اس کو معظّمہ کہا گیا ہے ۔

١٣:منورۃ: اللہ تعالٰی نے اس زمین کو امام عالی مقامؑ اور ان کے اصحاب کے وجود کے سبب منور کر دیا ہے ۔

١٤:بقعۃ من بقاع الجنۃ :جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا کربلا مقدس ہے ۔

١٥:ارض اللہ : اس زمین کو اللہ کی زمین کہا گیا ہے اگرچہ تمام کائنات اللہ کی ہے لیکن اس کو خاص لقب ارض اللہ دیا گیا ہے ۔

١٦:المکرمۃ : اللہ تعالٰی نے اس زمین کو اپنے گھر کعبہ سے زیادہ مکرم کر دیا ہے ۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے القاب و اسماء ہیں خاک قبرِ حسینؑ کے بارے میں جیسا کہ اسماء صفاتیہ میں ذکر ہوا ہے کہ تربتِ حسینی دواء اکبر ہے اور

اس میں شفا ہے اس بارے میں بہت ساری روایات آئی ہیں جیسا کہ :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) يَقُولَانِ: إِنَّ اللَّهَ (تَعَالَى) عَوَّضَ الْحُسَيْنَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) مِنْ قَتْلِهِ أَنْ جَعَلَ الْإِمَامَةَ فِي ذُرِّيَّتِهِ، وَ الشِّفَاءَ فِي تُرْبَتِهِ، وَ إِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ قَبْرِهِ، وَ لَا تُعَدُّ أَيَّامُ زَائِرِيهِ جَائِياً وَ رَاجِعاً مِنْ عُمُرِهِ (الأمالي (للطوسی) ؛ النص ؛ ص۳۱۷)

ترجمہ: امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں : کہ اللہ تعالیٰ نے حسین علیہ السلام کو ان کے قتل کے عوض کچھ چیزیں عوض میں دی ہیں ایک یہ کہ ان کی نسلِ مبارک میں امامت چلے گی ، دوسرا جو شخص امام عالی مقام کی قبر پر دعا مانگے گا ضرور قبول ہوگی تیسرا یہ کہ امام کی قبرِ مبارک کی مٹی میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھ دی ہے چوتھا یہ کہ جو زوار امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو جائیں واپس لوٹنے تک جتنے دن بھی لگائیں گے وہ ان کی زندگی میں شمار نہیں ہوں گے ۔

تربت امام حسین علیہ السلام سے شفا کے نام سے بہت بڑا باب ہے جو کہ عقلی ، شرعی ، فقہی ، منطقی ، سندی لحاظ سے بہت وسیع ہے اسی طرح ایک صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے کہتا کہ مولا میں بہت بیمار رہتا ہوں اور بہت ساری بیماریوں کا شکار ہوں جو بھی دوا لیتا ہوں زیادہ دیر تک اثر نہیں کرتی مولا فرماتے ہیں:

فَقَالَ لِي فَأَيْنَ أَنْتَ عَنْ تُرْبَةِ الْحُسَيْنِ ع فَإِنَّ فِيهَا الشِّفَاءَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَ الْأَمْنَ مِنْ كُلِّ خَوْفٍ (کامل الزیارات ص۲۸۲)

ترجمہ: کہ تربت حسین سے دور کیوں ہے ؟ بے شک اس میں ہر بیماری کی شفا ہے اور ہر خوف و ڈر سے نجات ہے ۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

الطِّينُ كُلُّهُ حَرَامٌ كَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ وَ مَنْ أَكَلَهُ ثُمَّ مَاتَ مِنْهُ لَمْ أُصَلِّ عَلَيْهِ إِلَّا طِينَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ ع فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ (کامل الزیارات ص۲۸۵)

ترجمہ: ہر مٹی اسی طرح حرام ہے جس طرح خنزیر کا گوشت ، جس نے مٹی کھائی اور اسی میں مر گیا میں جعفر صادقؑ اس کا جنازہ نہیں پڑھوں ہاں فقط قبرِ حسینؑ کی مٹی ہے کہ جس میں ہر بیماری کی شفا ہے ۔

یہاں ایک اور بات بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ شفا فقط شیعیانِ حیدر کرار کو ملے گی ان کے دشمن کو نہیں ملے گی جیسا کہ امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں :

فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَهَا شِفَاءً لِشِيعَتِنَا وَ أَوْلِيَائِنَا (وسائل الشیعة ؛ ج۱۴ ؛ ص۵۲۹)

اللہ تعالیٰ نے قبرِ حسین علیہ السلام کی مٹی میں شفا رکھی ہے جو کہ ہمارے شیعوں اور محبوں کو نصیب ہوگی ۔

شفا حاصل کرنے کے لئے فقہی اعتبار سے خاکِ شفا کو صرف اتنا استعمال کیا جاسکتا ہے جو کہ ایک چنے یا انگلی کو اوپر والے پورے کے برابر ہو اس سے زیادہ استعمال نہیں کرسکتے اور مقصد بھی شفا حاصل کرنا ہو ۔

فقہ میں پانچ احکام ہیں : واجب ، حرام ، مکروہ ، مستحب اور مباح اور خاک شفا کے لئے پانچوں احکام موجود ہیں:

واجب: تربتِ امام حسین علیہ السلام کی پاکیزگی اور عزت کی حفاظت کرنا ہر مؤمن پر واجب ہے ۔

حرام: خاکِ قبرِ امام حسین علیہ السلام کو نجس کرنا حرام ہے ۔

مستحب: خاکِ شفا پر سجدہ کرنا ، اس کی تسبیح بنانا، اس سے شفا حاصل کرنا مستحب ہے ۔

مکروہ: جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں اس کو مس کرنا مکروہ ہے ۔

مباح: اس کو خاص مقدار میں کھانا یا پانی میں گھول کر پینا مباح ہے ۔

کربلا کعبہ سے افضل :

زمینِ کربلا بغیر کسی شک و شبہہ کے تمام زمینوں سے افضل ہے حتیٰ کہ بیت اللہ المقدس سے بھی افضل ہے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ع اتَّخَذَ اللَّهُ أَرْضَ كَرْبَلَاءَ حَرَماً آمِناً مُبَارَكاً قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ أَرْضَ الْكَعْبَةِ وَ يَتَّخِذَهَا حَرَماً بِأَرْبَعَةٍ وَ عِشْرِينَ أَلْفَ عَامٍ وَ أَنَّهُ إِذَا زَلْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْأَرْضَ وَ سَيَّرَهَا رُفِعَتْ كَمَا هِيَ بِتُرْبَتِهَا نُورَانِيَّةً صَافِيَةً فَجُعِلَتْ فِي أَفْضَلِ رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ أَفْضَلِ مَسْكَنٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَسْكُنُهَا إِلَّا النَّبِيُّونَ وَ الْمُرْسَلُونَ أَوْ قَالَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ إِنَّهَا لَتَزْهَرُ بَيْنَ رِيَاضِ الْجَنَّةِ كَمَا يَزْهَرُ الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ بَيْنَ الْكَوَاكِبِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ يَغْشَى نُورُهَا أَبْصَارَ أَهْلِ الْجَنَّةِ جَمِيعاً وَ هِيَ تُنَادِي أَنَا أَرْضُ اللَّهِ الْمُقَدَّسَةُ الطَّيِّبَةُ الْمُبَارَكَةُ الَّتِي تَضَمَّنَتْ سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ وَ سَيِّدَ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ (کامل الزیارات ؛ النص ؛ ص۲۶۸)

اللہ تعالیٰ نے زمینِ کربلا کو باامان و مبارک حرم بنایا ہے اور یہ سب خداوندِ کریم نے کعبہ کی تخلیق سے چوبیس ہزار سال پہلے کیا ہے اور جب زمینِ خدا پر زلزلہ آتا ہے تو کربلا کو اللہ عرش پر اٹھا لیتا ہے اور زلزلہ اسے متاثر نہیں کرتا اور جنت میں سب سے افضل مقام کربلا کا ہے اور افضل ترین مسکن بھی اور اس میں نبی و مرسل رہتے ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں رہتا ، جنت کے باغوں میں کربلا اتنا منور ہوتا ہے جس طرح کوکب دری باقی ستاروں میں زمین والوں کے لئے چمکتا ہے اور تمام جنت کے رہنے والوں کی آنکھیں اس نور سے چندھیا جاتے ہیں اور زمینِ کربلا آواز لگاتی ہے میں اللہ کی زمین ہوں ، مقدس ہوں پاک ہوں مبارک ہوں جس میں سید الشداء ہیں سید شباب اہل الجنتہ ہیں ۔

اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :

زمین کعبہ نے کہا کہ میری مثل کون ہے ! میری شان زیادہ ہے اللہ نے اپنا گھر میری پشت پر بنایا ہے اور تمام دنیا کے لوگ میری زیارت کرنے آتے ہیں اللہ نے مجھے امن و امان کا شہر بنایا تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی :

أَنْ كُفِّي وَ قِرِّي فَوَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي مَا فَضْلُ مَا فُضِّلْتِ بِهِ فِيمَا أَعْطَيْتُ بِهِ أَرْضَ كَرْبَلَاءَ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْإِبْرَةِ غُرِسَتْ [غُمِسَتْ] فِي الْبَحْرِ فَحَمَلَتْ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ وَ لَوْ لَا تُرْبَةُ كَرْبَلَاءَ مَا فَضَّلْتُكِ وَ لَوْ لَا مَا تَضَمَّنَتْهُ أَرْضُ كَرْبَلَاءَ لَمَا خَلَقْتُكِ وَ لَا خَلَقْتُ الْبَيْتَ الَّذِي افْتَخَرْتِ بِهِ فَقِرِّي وَ اسْتَقِرِّي وَ كُونِي دُنْيَا مُتَوَاضِعاً ذَلِيلًا مَهِيناً غَيْرَ مُسْتَنْكِفٍ وَ لَا مُسْتَكْبِرٍ لِأَرْضِ كَرْبَلَاءَ وَ إِلَّا سُخْتُ بِكِ وَ هَوَيْتُ بِكِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ(کامل الزیارات ص۲۶۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ارض کعبہ بس کر اور ٹھہر جا تیری کیا فضیلت کربلا کے مقابلے میں کربلا کے مقابلے میں تیری اتنی فضیلت ہے جس طرح ایک سمندر میں سوئی کو ڈبویا جائے تو جو پانی سوئی کو لگ کر آتا ہے تیری عظمت فقط اس قطرے کے برابر ہے اگر ارض کربلا نہ ہوتی تیری کوئی فضیلت نہ ہوتی اگر ارض کربلا خلق نہ ہوتی تو میں اس گھر کو بھی خلق نہ کرتا جس پر تجھے فخر ہے تیری فضیلت کربلا کی فضیلت میں ہے پس ٹھہر جا اور سکون اختیار کر اور فخر نہ کر تواضع اختیار کر اور اپنے آپ کو ضعیف و حقیر سمجھ کربلا کے مقابلے میں اور تکبر نہ کر نہیں تو میں تجھ پر غضبناک ہوں گا اور تجھے جہنم کی آگ میں جھونک دوں گا۔

خاک شفا پر سجدہ :

خاکِ شفا پر سجدہ کرنے کے بھی بہت فضائل ہیں اور بہت ساری روایات ہیں لیکن ان سے پہلے کچھ وضاحت ضروری ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خاکِ شفا پر سجدہ کرنا شرک ہے اس کا جواب مختصرا یہی دیں گے کہ ہم خاکِ شفا کو نہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور خاکِ شفا زمین کا حصہ ہے اور سجدہ زمین پر ہی ہوتا ہے اور اس کا بہت بڑا فائدہ اور بھی ہے جس طرح آج کے دور میں زمین پر سجدہ کرنا مشکل ہوگیا جدید قسم کے قالین اور فرش مساجد میں بچھائے جارہے ہیں جن پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے شیعہ سنی معتبر کتابوں میں یہ درج ہے کہ کپڑے پر یا کھانے پینے کی چیزوں پر سجدہ نہیں ہوتا اس صورت میں سجدہ گاہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے ۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

السُّجُودُ عَلَى طِينِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ ع- يُنَوِّرُ إِلَى الْأَرَضِينَ السَّبْعَةِ وَ مَنْ كَانَتْ مَعَهُ سُبْحَةٌ مِنْ طِينِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ ع كُتِبَ مُسَبِّحاً وَ إِنْ لَمْ يُسَبِّحْ بِهَا (وسائل الشيعة ؛ ج۵ ؛ ص۳۶۶)

ترجمہ: مولا فرماتے ہیں کہ خاکِ قبر حسین علیہ السلام پر سجدہ سات زمینوں کو منور کر دیتا ہے اور جس کے ساتھ خاکِ شفا کی تسبیح ہو خاک تسبیح کرتی رہتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام کے پاس ہمیشہ ایک کپڑا رہتا تھا جس کو وہ نماز کے وقت کھولتے اس میں سے خاکِ شفا کی سجدہ گاہ نکالتے تھے اور اس پر سجدہ کرتے جس طرح ایک روایت ہے :

كَانَ الصَّادِقُ ع لَا يَسْجُدُ إِلَّا عَلَى تُرْبَةِ الْحُسَيْنِ ع(وسائل الشيعة ؛ ج۵ ؛ ص۳۶۶)

ترجمہ: امام صادق علیہ السلام نے ہمیشہ خاکِ قبرِ امام حسین علیہ السلام پر سجدہ کیا ہے ۔

جب مولا امام سجاد علیہ السلام نے سید الشداء علیہ السلام کو دفن کر دیا تو ان کی قبر مبارک سے خاک اٹھائی اور ا اس خاک سے سجدہ گاہ اور تسبیح بنائی ۔

زمینِ کربلا کی فضیلت قرآن پاک میں بھی ذکر ہوئی جس طرح کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

شَاطِئُ الْوَادِي الْأَيْمَنِ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ هُوَ الْفُرَاتُ وَ الْبُقْعَةُ الْمُبَارَكَةُ هِيَ كَرْبَلَاءُ (مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ؛ ج۱۷ ؛ ص۲۳)

ترجمہ: مولا فرماتے ہیں کہ قرآن میں جو شاطیء وادی ایمن کا ذکر ہوا ہے وہ فرات ہے اور بقعۃ مبارکۃ کربلا معلی ہے ۔

زیارتِ اَربعین کی اہمیت

مولانا شہباز حسین مہرانی

اربعین چالیس کو کہتے ہیں اور جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو چالیس دن گزرتے ہیں اور ۲۰ صفر آتی ہے تو اس روز زیارت اربعین کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے ۔

زیارت اربعین کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس نکتہ کو سمجھیں اور متوجہ ہوں کہ زیارت اربعین صرف اور صرف امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص کیوں ہے ؟اور کسی بھی امامؑ کی شہادت کے بعد اربعین کی زیارت مستحب نہیں ہے ؟ کیوں؟کیا وجہ اور کیا سبب ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے اس زیارت کو اتنی اہمیت دی ہے ؟ اس کی علت اور سبب کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان چند نکات کی طرف توجہ دیں اور سمجھیں تو یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجائے گی کہ زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیوں مخصوص ہے؟

پہلا نکتہ :

اس بات میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی لازوال قربانی نے دینِ اسلام کو زندہ کیا ،اگر یہ قربانی نہ ہوتی تو دینِ اسلام کی بنیادوں کو نیست و نابود کیا جاتا اور دینِ اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہوتا ۔

نتیجہ میں دینِ اسلام کی بقا منحصر ہے امام حسینؑ میں۔

یہی علت اور سبب ہے کہ امام حسین علیہ السلام کواور دینِ اسلام کی بقاء کو زندہ رکھنے کے لئے مؤمنین پر اربعین کی زیارتِ امام حسین علیہ السلام کو مستحب قرار دیا گیا ۔

دوسرا نکتہ :

جتنے مصائب اور آلام امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پر واقعہ کربلا میں پیش آئے اتنی مصیبتیں کسی فرد یا گروہ پر نہیں آئیں حتیٰ کہ اس کائنات میں کسی نبی یا امام پر بھی اتنے آلام اور مصائب نہیں آئے ۔

یہی سبب اور علت ہے کہ اس مصیبت کو دنیا کے سامنے بار بار پیش کیا جائے ،عدالت پسند اور حقیقت پسند لوگوں کے سامنے اس واقعہ کو بیان کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ حق و باطل کی جنگ میں حق کامیاب اور جیت گیا اور باطل ہار گیا کیونکہ جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے ۔

تیسرا نکتہ :

واقعہ کربلا کے بعد دشمنانِ اسلام کی مکمل اور پوری کوشش رہی کہ امام حسین علیہ السلام اور باوفااصحاب کی شہادت کو مؤمنین بھول جائیں اور امام حسین علیہ السلام کا نام لینے والا دنیا میں کوئی نہ ہو اور اس واقعہ کربلا کو یاد نہ کیا جائے اسی وجہ سے جو بھی واقعہ کربلا کے بعد زیارتِ امام حسین علیہ السلام کے لئے آتا تو اس کو حکومتِ وقت طرح طرح کی اذیتیں اور مصیبتیں دیتی ،دشمنانِ اسلام نے اس بات پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود قبرِ امامِ حسین علیہ السلام کو مسمار کیا گیا ، ہل چلایا گیا ، زمین پر پانی چھوڑا گیا صرف اس وجہ سے کہ یہ واقعہ کربلا مؤمنین کے دلوں سے محو ہوجائے لیکن دوسری طرف خدا کا وعدہ ہے کہ شہید زندہ ہیں اور امام حسین علیہ السلام سید الشہداء ہیں یعنی شہیدوں کے سردار کہ جو ابد تک زندہ و تابندہ رہیں گے ۔

اسی وجہ سے واقعہ جو زندہ اور جاوید رکھنے کے لئے مؤمنین مختلف مناسبتوں پہ

کربلا آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔

انہی مناسبات میں سے ایک مناسبت اربعین امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہے تاکہ یہ واقعہ تاکہ قیامِ قیامت باقی رہے اور دنیا کے سامنے واضح ہوجائے کہ حسینیت کا پرچم تاابد باقی رہے گا۔

اربعین یعنی چہلم امام حسین علیہ السلام کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا مستحب ہے اور روایات میں رغبت دلائی گئی ہے کہ اربعین کے دن پر سورج چڑھ جائے تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھو۔

روایت کے الفاظ ہیں کہ :

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَمَّالِ قَالَ: قَالَ لِي مَوْلَايَ الصَّادِقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي زِيَارَةِ الْأَرْبَعِينَ تَزُورُ عِنْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ وَ تَقُولُ- السَّلَامُ عَلَى وَلِيِّ اللَّهِ وَ حَبِيبِهِ السَّلَامُ عَلَى خَلِيلِ اللَّهِ... الخ (تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان) ؛ ج۶ ؛ ص۱۱۳)

صفوان بن مہران الجمال کہتا ہے کہ مجھے سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اربعین کی زیات کے بارے میں فرمایا:

کہ (اربعین کے دن)جب دن چڑھ جائے تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو اور کہو: سلام ہو اللہ کے ولی پر ، اور اس کے حبیب پر ، سلام ہو اللہ کے دوست (امام حسینؑ)پر۔۔۔(آخر تک)

اسی طرح امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی مشہور روایت ہے کہ جس میں مؤمن کی علامات میں سے ایک علامت امام حسین علیہ السلام کی اربعین کے دن زیارت کو قرار دیا گیا ہے۔

روایت کے الفاظ یہ ہیں:

رُوِيَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ ع أَنَّهُ قَالَ: عَلَامَاتُ الْمُؤْمِنِ خَمْسٌ صَلَاةُ الْخَمْسِينَ وَ زِيَارَةُ الْأَرْبَعِينَ وَ التَّخَتُّمُ فِي الْيَمِينِ وَ تَعْفِيرُ الْجَبِينِ وَ الْجَهْرُ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ (تہذیب الأحکام (تحقیق خرسان) ؛ ج۶ ؛ ص۵۲)

مؤمن کی پانچ علامت ہیں ہر روز ۵۱رکعات نماز پڑھنا،زیارت اربعین ، دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ، پیشانی کو زمین پر ملنا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز کے ساتھ پڑھنا۔

مؤمن کی روایات میں بہت ساری نشانیاں بیاں کی گئی ہیں لیکن اس روایت میں مؤمن کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اربعین کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت بھی ہے۔

اس زیارت کی اہمیت یہاں سے اور واضح ہوجاتی ہے کہ اس روایت میں واجب او رمستحب نمازوں کے ردیف میں اور اس کے مساوی زیارتِ اربعین کو قرار دیا گیا ہے جس طرح نماز کی اہمیت اور فضیلت ہے اسی طرح زیارت اربعین کی اہمیت اور فضیلت ہے جس طرح نماز کو قائم کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے اسی طرح زیارتِ اربعین کو انجام دینا بھی باعث اجرو ثواب ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا ثواب روایات آئمہ علیہم السلام میں بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ ہزار مقبول حج اور عمرہ وغیرہ کا بھی ثواب ذکر ہوا ہے لیکن یہ ثواب اور زیادہ ہوجاتا ہے جب ایک مؤمن پیدل چل کے زیارت امام حسین علیہ السلام انجام دیتا ہے۔

روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع يَا حُسَيْنُ مَنْ خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ يُرِيدُ زِيَارَةَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ص إِنْ كَانَ مَاشِياً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً وَ مَحَى عَنْهُ سَيِّئَةً حَتَّى إِذَا صَارَ فِي الْحَائِرِ كَتَبَهُ اللَّهُ مِنَ الْمُصْلِحِينَ الْمُنْتَجَبِينَ [الْمُفْلِحِينَ الْمُنْجِحِينَ] حَتَّى إِذَا قَضَى مَنَاسِكَهُ كَتَبَهُ اللَّهُ مِنَ الْفَائِزِينَ حَتَّى إِذَا أَرَادَ الِانْصِرَافَ أَتَاهُ مَلَكٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص يُقْرِؤُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضَى (کامل الزیارات ؛ النص ؛ ص۱۳۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اے حسین (راوی کا نام)جو بھی شخص اپنے گھر سے نکلا اور اس کا ارادہ قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت ہو اگر وہ پیدل ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے اس کو ایک نیکی عطا فرمائے گا اور اس کا ایک گناہ مٹا دے گا یہاں تک کہ جب وہ مؤمن حائر حسینی (قبر امام حسینؑ)پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فلاح پانے والوں اور نجات پانے والوں میں لکھ دیتا ہے جب مناسک اور اعمال کو مکمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فائزین (کامیاب افراد)کے زمرے میں قرار دیتا ہے حتیٰ کہ جب واپسی کا ارادہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے :رسولِ خدا ﷺ تمہیں سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال ابتداء سے شروع کرو تمہارے تمام سابقہ گناہ بخش اور معارف کر دیے گئے ہیں۔

یقیناً یہ ثواب ان زائرین امام حسین علیہ السلام کو شامل ہوتا ہے جو امام علیہ السلام کی معرفت کے ساتھ زیارت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنی باقی زندگی میں حسینی بن کر رہیں۔

مرجع عالی قدر دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

ترتیب: مولانا محمد مجتبیٰ نجفی

سوال: کچھ لوگ قمیض اتار کر ماتم کرنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اس کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں:

(لوگوں میں ایک عقیدہ یہ ہے کہ بیبیاں پرسہ لینے خود مجالس و عزاداری میں آتی ہیں میرا ان جوانوں سے سوال ہے جو قمیض اتار کے ماتم کر رہے ہوتے ہیں کیا وہ اس حالت میں کسی بیبی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں یا بیبیاں ایسی عزاداری میں آئیں گی جہاں مرد قمیضیں اتار کے کھڑے ہوں ان پاک ہستیوں کی بات بھی چھوڑ دیں ایک عام عورت کے سامنے بھی قمیض کے بغیر نہیں جایا جاتا کہ مناسب نہیں لگتا... تو اس اتنے پاکیزہ کام میں میں اتنی پاکیزہ ہستیوں کے بیچ کیسے یہ کام کر لیتے ہیں.... کیا کسی امام کا قول ہے کے قمیض کے ساتھ عزاداری قبول نہیں ہو گی....؟کیوں قمیض پہن کے ماتم نہیں ہو سکتا... آپ لوگوں نے مجالس میں سنا ہو گا کہ آخری بار جب امام حسینؑ واپس خیمے میں آئے تو ایک پرانی پوشاک مانگی اور پہنی کیوں کہ ان کو پتہ تھا کہ شہید کرنے کے بعد یہ سب کچھ لوٹ لیں گے امام کو گوارا نہیں تھا کی شہید کیئے جانے کے بعد بھی جسم عریاں ہو لیکن ہمارے جوان خود عریاں ہو کہ ماتم کرتے ہیں... اس پاکیزہ کام کو پاکیزگی کے ساتھ انجام دیں تا کہ پاکیزہ ہدف کو حاصل کر سکیں...)

کیا یہ درست ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! پہلے واضح ہونا چاہیے کہ کسی عورت کا نامحرم مرد کے بدن کو دیکھنا اور اسی طرح کسی نا محرم کے چہرے کو دیکھنا جائز نہیں ہے آیا کیا سب مرد نقاب پہن کر گھر سے باہر نکلیں یا عورتوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی آنکھ کو جھکا لیں اور معصوم شہزادیاں کسی نامحرم کو آنکھ کھول کر نہیں دیکھتی ہیں اور نہ باقی بدن دیکھتی ہیں۔

جب انسان اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اس وقت وہ شریعت کے احکام جو اس کی زندگی میں اس پر واجب تھے وہ احکام مرنے کے بعد واجب نہیں رہتے، جب پاک ہستیاں اس دنیا سے ظاہری طور پر رخصت ہو گئیں تو وہ ہستیاں اپنی نورانی شکل میں مجالس میں تشریف لاتی ہیں اور وہ مؤمنین کی روحوں کو دیکھتی ہیں ان کا تعلق مومن کی روح کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ چھوٹے بڑے جسموں کے ساتھ اور اگر کوئی آپ کے پاس آپ کے باپ کی وفات پر آئے اور اس کے جنازے پر وہ قمیض پھاڑتا ہے تو وہ اس کام سے آپ کے قریب ہوتا ہے اور مؤمنین جب اس مادی جسم سے قمیض کو اتارتے ہیں تو اس کا تعلق روح سے نہیں ہوتا بلکہ مادی جسم سے ہوتا ہے اور اس کے ننگے بدن کا تعلق عالم ارواح سے نہیں ہوتا اور وہ پاک ہستیاں صرف انسان کی روح کو دیکھتی ہیں ورنہ روح اگر جسم کو دیکھے تو جسم کا کوئی حصہ بھی چاہے جتنے مرضی آپ کپڑوں میں ہوں وہ روح سے نہیں چھپا سکتے۔

اور آئمہ علیہم السلام اپنے بدن کے ساتھ مجلس میں نہیں آتے بلکہ روحانی بدن کے ساتھ آتے ہیں اور ان کا تعلق مؤمنین کی ارواح کے ساتھ ہوتا ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ مؤمنین جب قمیض اتار کر زنجیر زنی یا قمہ زنی جناب زہراء سلام اللہ علیہا کی اولاد کے غم میں کرتے ہیں نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے تو اس سے جناب زہراء سلام اللہ علیہا خوش ہوتی ہیں اور وہ مؤمنین کی شفاعت کریں گی اور ہم سب جانتے ہیں کہ ظاہری دروازے اور دیوار معصومینؑ سے مانع نہیں ہو سکتے تو کپڑے کیسے مانع ہو سکتے ہیں، ہم کپڑے اتار کر ماتم کریں گے اور آئمہؑ کی روحیں بدن دیکھنے نہیں آتی اور نہ ہی بدن پر توجہ دیتی ہیں۔ واللہ الہادی و العالم

سوال: پہلے میں آپ کا مقلد تھا پھر میں نے تقلید تبدیل کر کے دوسرے مجتہد کی۔

آپ کے مطابق تقلید تبدیل کی جا سکتی ہے یا نہیں، نیز یہ بھی بتائیے کہ میں نے جو اعمال دوسرے مجتہد کی تقلید میں رہ کر کیے ہیں انکا کیا حکم ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ! ہر مجتہد جو اعلم کی تقلید کو واجب سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے سب سے اعلم سمجھتا ہے تو اس حالت میں اگر کسی نے مرجع جہان مسلمین و تشیع فقیہ اہل بیتؑ عصمت و طہارت حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف کی تقلید کی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی اور کی تقلید کرے۔ واللہ العالم

سوال: کیا جس فوت شدہ شخصیت کے لیئے اس زمین پر کوئی نیک کام

انجام دیا جاتا ہے مثلاً" اسکی بخشیں کے لیئے نماز پڑھی جاتی ہے، روزہ رکھا جاتا ہے، عمرہ یا حج ادا کیا جاتا ہے ، قرآن شریف پڑھا جاتا ہے، خیرات دیتے ہیں، غرباء و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے تو کیا ایسی صورت میں فوت شدہ شخصیت کو اور درج بالا امور کی انجام دہی کرنے والے شخص کو کس نصاب سے ثواب ملتا ہے؟ یا صرف مرحوم / مرحومہ کو ہی ثواب ملتا ہے؟ یا ان تمام اور کی ادائیگی کرنے والے شخص کو بھی ثواب کا شریک کار ہوتا ہے؟

جواب: بسمہ سبحانہ!دونوں کو ثواب ملتا ہے۔ واللہ العالم

سوال: غیر اسلامی بینکوں سے ملنے والے منافع پر شرعی حکم کیا ہو گا؟

جواب: بسمہ سبحانہ!غیر مسلم بینک سے سود لینا جائز ہے اگر اس بینک کا مالک کافر ہو لیکن اس سود کو استعمال کرنے سے پہلے اس کا خمس نکالنا ہو گا اور یہ خمس اس خمس سے جدا ہو گا جو خمس سال کے بعد والی آمدنی کا نکالتے ہیں۔ واللہ العالم

سوال: کیا کشمش کو دودھ میں گرم کر کے کھایا جا سکتا ہے؟ پکا کے جوش دے کر۔

جواب: بسمہ سبحانہ!اگر پکانے سے جوش آ جائے تو اس کو اتنا پکایا جائے کہ اس کا تیسرا حصہ باقی رہ جائے تو اس کو بعد میں کھائیں۔ واللہ العالم

سوال : اگر کسی شخص نے تقلید نہیں کی ہے اور اسے بالغ ہونے کے چار، پانچ سال بعد کوئی بتاتا ہے تو جن چار یا پانچ سالوں میں اس نے جو اعمال کیے مثلاً روزہ، نماز، ماتم، نیک کام، تو واجب اعمال کا کیا حکم ہے آغا صاحب جیسا کہ نماز، روزہ وغیرہ، اس نے جو عمل بغیر تقلید کے کیے ہیں اسکا اسے کوئی ثواب ملے گا کہ نہیں؟؟

جواب: بسمہ سبحانہ!اگر اس کے اعمال جس کی تقلید کرنا اس پر واجب تھی جیسے مرجع جہان مسلمین و تشیع فقیہ اہل بیتؑ عصمت و طہارت حضرت آیت اللہ العظمٰی الحاج حافظ بشیر حسین النجفی دام ظلہ الوارف ہیں کے مطابق تھے تو وہ اعمال درست ہیں اور خدا ان اعمال کو قبول کرے اور اگر کوئی گڑبڑ تھی کہ کہاں آپ نے مرجع کے فتوی کے مطابق مخالفت کی ہے وہ ہم پر واضح کریں تاکہ آپ کا وظیفہ معین کر سکیں۔ واللہ العالم

سوال: اگر ہر نماز الگ اپنے ٹائم میں پڑھی جائے تو صحیح ہے یا غلط؟

جواب: بسمہ سبحانہ! رسولِ اسلام ﷺ نے نمازیں اکٹھی اور علیحدہ دونوں طریقوں سے پڑھی ہیں جو کہ شیعہ و سنی کتب سے ثابت ہے اور علماء کے نزدیک اکٹھا اور علیحدہ علیحدہ پڑھنا جائز ہے لیکن اختلاف یہ ہے کہ ان میں سے افضل طریقہ کونسا ہے اور میرے نزدیک اکٹھا پڑھنا افضل ہے۔ واللہ العالم

سوال: اگر کپڑوں پر خون لگا ہو یا پتہ نہ ہو اور ان میں نماز پڑھ لیں تو کیا نماز صحیح ہو گی؟

جواب: بسمہ سبحانہ!اگر غلطی سے اور لا علمی کی وجہ سے ہوئی ہے تو نماز درست ہے۔ واللہ العالم

سوال: اگر نماز کے اندر سجدہ گاہ (مٹی کی ٹکیہ) نہ رکھی جائے اور قالین پر یا کسی چٹائی پر سجدہ کر لیا جائے تو آیا نماز قبول ہے یا پھر باطل ہے۔

جواب: بسمہ سبحانہ!اگر چٹائی کھجور یا کانے کی بنی ہوئی ہو اور پلاسٹک کی نہ ہو تو اس پر سجدہ کر سکتے ہیں اور قالین، دری یا کسی بھی کپڑے پر اگر سجدہ کیا تھا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ہو گا۔ واللہ العالم

مرکزی دفتر نجف اشرف میں عشرہ اولیٰ میں مجلس سرکار سید الشہداء علیہ السلام کا اہتمام

مرکزی دفتر مرجع مسلمین و جہان تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف نجف اشرف عراق میں گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ایام غم و حزن ماہ محرم الحرام کے عشرہ اولیٰ میں مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کی موجودگی میں مجلس سرکار سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا سلسلہ بحمداللہ جاری ہے جسمیں حوزہ علمیہ نجف اشرف کے افاضل، علماء،اساتذہ، طلاب کرام اور مومنین شرکت فرمارہے ہیں مجلس عزا کو روزانہ خطیب منبر حسینی حجۃ الاسلام حافظ الدجیلی دام عزہ خطاب فرما رہے ہیں۔

حرمِ حضرت امام حسین علیہ السلام میں حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ کی پرچم کشائی کی تقریب میں شرکت

مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ حرم حضرت امام حسین علیہ السلام میں ایام حزن و غم کی آمد کے اعلان کے طور پر منعقدہ پرچم کشائی کی تقریب میں کثیر تعداد میں علماء و مومنین کے ساتھ شریک ہوئے۔

حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے بیان فرمایا کہ احیاء شعائر حسینی کا مطلب حقیقی دین محمدی کا احیاء ہے، انہوں نے مزید فرمایا کہ ہر سال غم و اندوہ میں ڈوبی مناسبت کے احیاء کے ذریعہ ہم محمد و آل محمد علیہم السلام خصوصا حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنی ولایت، محبت و نصرت کے عہد کی تجدید کے ساتھ ساتھ ہر ظالم و جابر سے اپنی برات کا اظہار کرتے ہیں۔

موصوف نے مزید فرمایا کہ شعائر حسینیہ شعائر دینیہ کا ایک اہم حصہ ہے اس کو باقی رکھنا دین کو باقی رکھنا ہے اسلئے کہ مذہب اہلبیت علیہم السلام حضرت امام حسین علیہ السلام اور انہیں شعائر حسینیہ کی وجہ مضبوط و قوی ہے۔

حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ کی کربلاء میں شہدائے رکضۃ طویریج (شہدائے روز عاشور محرم الحرام ۱۴۴۱ھ) کے ایصال ثواب کے لئے منعقدہ مجلس فاتحہ خوانی میں شرکت

مرجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے اس سال دسویں محرم کو حرم حضرت امام حسین علیہ السلام میں ایک افسوس ناک واقعہ میں درجہ شہادت کو پہنچنے والے مومنین کے ایصال ثواب کی خاطر منعقدہ مجلس میں شرکت فرمائی اور شہداء کے خانوادوں سے اظہار تعزیت وتسلیت فرماتے ہوئے انکی خدمت میں مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کا سلام و دعائیں اور انکی محبتیں نقل فرمائیں۔

واضح رہے کہ مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف نے اس افسوسناک واقعہ پر تعزیتی بیان جاری کرتے ہوئے امام زمانہ عج، شہداء کے خاندان اور مومنین کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہوئے شہیدوں کو راہ خدا کا شہید اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے انصار و مددگار میں شمار فرمایا تھا، اس حادثے کے بعد حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے کربلاء جاکر زخمیوں کی عیادت بھی کی اور انکے جلد شفایابی کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعائیں فرمائیں اور مرجع عالی قدر دام ظلہ الوارف کا سلام ودعائیں اور انکی محبتیں نقل فرمائیں۔

حضرت قاسم بن امام موسی کاظم علیہما السلام کی جدید ضریح مبارک کا افتتاح

رجع مسلمین و جہانِ تشیع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج حافظ بشیر حسین نجفی دام ظلہ الوارف کے فرزند اور مرکزی دفتر کے مدیر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی دام عزہ نے حضرت قاسم بن امام موسی کاظم علیہما السلام کی قبر مبارک پر نصب کی گئی جدید ضریح مبارک کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ پروگرام میں شرکت فرمائی اور اس عمل خیر میں شرکت کرنے والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اہل بیت نبی علیہم السلام اور انکی اولادوں کے یاد کو باقی رکھنے کا عظیم عمل قرار دیتے ہوئے اسے حقیقی اسلام محمدی کی خدمت قرار دیا۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ ان مقامات مقدسہ کی تعمیر در حقیقت انکی حفاظت کرنا ہے کہ جو پورے معاشرے کے لئے نمونہ عمل ہیں اور بلا شک و شبہ مقامات مقدسہ بارگاہ خداوندی میں محبوب ہیں اس لئے کہ ان کے ذریعہ دین باقی ہے اور اسکی بقا ہے، انہوں نے مزید کہا کہ جنہوں نے بھی اس نیک عمل میں حصہ لیا ہے یہ انکے لئے دنیا وآخرت میں عظیم شرف ہے اور خدا سے دعا ہے کہ انہیں آخرت میں بلند مرتبہ مرحمت کرے۔

مرجع مسلمین و جہان تشیّع حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

الحاج حافظ بشیر حسین نجفی

دام ظلہ الوارف

طلاب علوم دینیہ میں سے ہر فرد کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے افعال واعمال اور اخلاق حسنہ کے ذریعہ معاشرے کے لئے نمونہ عمل بنیں تاکہ ہر فرد لوگوں کو اہلبیت علیہم السلام کی طرف دعوت دینے والا حقیقی مبلغ بن سکے۔

سالانہ ممبر شپ 400 روپے

پاکستان میں سالانہ ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر +923125197082

www.soutulnajaf.com m.urdu@alnajafy.com facebook.com/soutunnajaf

مرکزی ہیڈ آفس امیر المومنین علیہ السلام ٹرسٹ، صدر مقام باٹا پور، نزد گیٹ نمبر ۲، باٹا فیکٹری لاہور پاکستان